سلسلہ
اصلاحی خطباتِ جمعہ
و دروس نمبر: 14

اخلاص کی اہمیت وفضیلت

اوراسلاف امت کے ایمان افروزواقعات

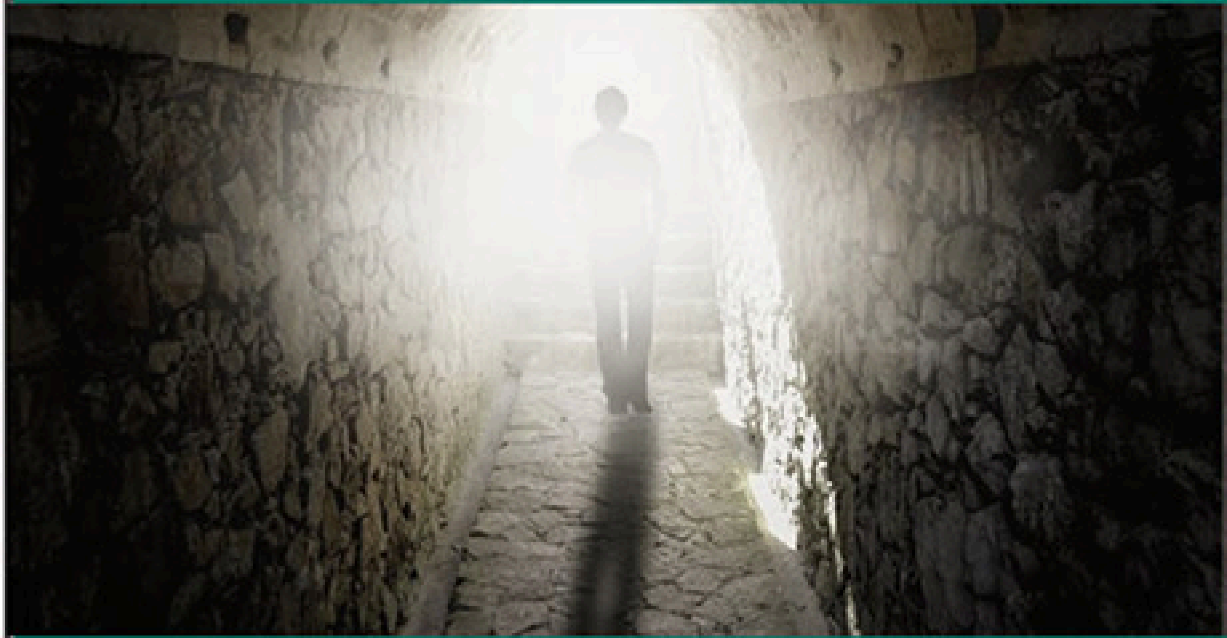

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذالحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات، تحریری و تقریری بیانات
اور تعارف کتب کے لیے اس وانس ایپ نبمر پر رابطہ کریں 92 3191982676

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر

اخلاص کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

اخلاص کی اہمیت وحقیقت	۸

اخلاص کی اہمیت وفضیلت قرآنِ کریم کی روشنی میں

رضائے الٰہی کے لئے خرچ کئے گئے مال کا ثمرہ	۱۰
ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا	۱۰
اطاعت وبندگی خالص اللہ کے لئے ہو	۱۰
میں تم سے اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا	۱۱
رضائے الٰہی کے لئے خرچ کیا گیا مال بڑھ جاتا ہے	۱۱
اللہ رب العزت نیتوں کو دیکھتا ہے	۱۱
عبادت اخلاص کے ساتھ ہو	۱۱

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اخلاص کی اہمیت وفضیلت اور ریا کی مذمت

اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے	۱۲
خالص اللہ کی رضا کے لئے کیا ہوا عمل مقبول ہے	۱۲
تین چیزوں میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا	۱۳
اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید کے اقرار کرنے	۱۳
جہنم کو کن تین اشخاص سے بھڑکایا جائے گا	۱۴
کامیاب شخص کی علامات	۱۶

ہر ایک کے ساتھ معاملہ نیت کے مطابق ہوگا	۱۷
نیکی اور برائی کا بدلہ نیت کے مطابق ملتا ہے	۱۷
رضائے الٰہی کا طلب گار معاشرے میں معزز ہو جاتا ہے	۱۸
اللہ کی مدد اخلاص کے سبب ہوتی ہے	۱۹
دنیا کی نیت کا وبال	۱۹
اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت کرتے ہیں	۱۹
اخلاص والا عمل ظاہر ہو کر رہتا ہے	۲۰
ریاکاری اعمال کو برباد کرتی ہے	۲۰
ریا شرک اصغر ہے	۲۱
ریا والوں سے اللہ پاک بیزار ہے	۲۲
جس کے لیے عمل کیا اس کا ثواب بھی اُسی سے لو	۲۲
دنیاوی اغراض کیلئے علم حاصل کرنے والا جنت کی بو بھی نہیں پائے گا	۲۲
ریاکار شہید، مولوی اور سخی کا انجام	۲۳

اخلاص کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے زریں اقوال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اخلاص	۳۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اخلاص	۳۰
حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا خفیہ تعاون کرنا	۳۱
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا بے مثال اخلاص	۳۱
علامہ ماوردی رحمہ اللہ کا اخلاص	۳۳

رضائے الٰہی کی خاطر بادشاہ وقت کے شراب کے مٹکے توڑ دیئے	۳۴
اخلاص کے سبب برادہ آٹے میں تبدیل ہوگیا	۳۶
ایک بہادر مجاہد کے اخلاص کا ایمان افروز واقعہ	۳۷
محمد بن اسلم رحمہ اللہ کی اخلاص بھری عبادات	۳۸
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی اخلاص بھری عبادات	۳۸
ہدایہ کی مقبولیت کی ایک اہم وجہ اخلاص ہے	۳۹
اخلاص کے ساتھ صدقہ کی وجہ سے جنت میں محل	۴۰
اخلاص سے محنت مزدوری کے سبب نئی زندگی مل گئی	۴۱
خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ کا بے مثال اخلاص	۴۱
محض حسنِ نیت پر پہاڑ برابر ثواب	۴۲
محض اللہ کے لئے عبادت کرنے کا دنیوی انعام	۴۳
دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے والے کا انجام	۴۴
اللہ کے لئے اور غیر اللہ کے گئے عمل میں طاقت کا موازنہ	۴۵
حسن نیت کا ثمرہ اور بدنیتی کی سزا	۴۷
ایک طالب علم کی اخلاص کی وجہ سے پورا مدرسہ بچ گیا	۴۸
حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا اخلاص	۵۰
دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اول کی اخلاص وللّٰہیت	۵۱
حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے اضافی تنخواہ لینے سے انکار کردیا	۵۲
حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کا کمال اخلاص	۵۳

حضرت مولانا فخر الدین رحمہ اللہ کا کمالِ اخلاص	۵۴
حضرت مدنی اور مولانا الیاس رحمہ اللہ کے اخلاص وللّٰہیت کی ایک مثال	۵۵
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اخلاص	۵۵
حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کا زہد واخلاص	۵۶
اخلاص کی برکت	۵۶
مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کا زہد واخلاص	۵۷
حضرت سید احمد کے کمال اخلاص پر شاہ اسماعیل شہید کا بیعت کرنا	۵۸
فہم قرآن کے لئے طویل پیدل سفر کرنے والے شخص کا اخلاص	۵۹
اخلاص وللّٰہیت کی ایک بے نظیر مثال	۶۰
حضرت امام العصر رحمہ کا اخلاص وللّٰہیت	۶۰
حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کا اخلاص وتقوی	۶۱

اخلاص کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

أمّابعد: فَأَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ﴾ (البقرة: ۱۳۹)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۲۷۲)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ (الزمر: ۲)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ، رقم الحديث: ۲۵۶۴

إِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا. ①

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ. ②

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِي صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةٌ لَخَرَجَ عَمَلُهُ إِلَى النَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ. ③

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا اسمیں اخلاص کی اہمیت اور اسکی ترغیب دی گئی ہے، تمام اعمال کیلئے اخلاص ایک ضروری چیز ہے، اگر اخلاص نہ ہو تو اعمال قبول نہیں ہوتے، تو اخلاص اس قدر ضروری امر ہے۔

اخلاص کی اہمیت وحقیقت

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہر اچھا کام یا کسی کے ساتھ اچھا سلوک صرف اس لیے اور اس نیت سے کیا جائے کہ ہمارا خالق و پروردگار ہم سے راضی ہو، ہم پر رحمت فرمائے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے ہم محفوظ رہیں، تمام اچھے اعمال واخلاق کی روح یہی اخلاصِ نیت ہے، اگر اچھے سے اچھے اعمال واخلاق اخلاص سے خالی ہوں اور ان کا مقصد رضاءِ الٰہی نہ ہو بلکہ نام ونمود ریا اور دکھلاوا اور کوئی ایسا ہی جذبہ ان کا محرک اور باعث ہو تو اللہ کے نزدیک ان کی کوئی قیمت نہیں اور ثواب بھی نہیں ملتا، لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا ثواب، جو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا اصل صلہ

---

① صحيح البخاری: كتاب الإيمان، باب ما جاء إنما الأعمال بالنية، رقم الحديث: ٥٦

② سنن النسائی: كتاب الجهاد، باب الاستنصار با لضعيف، رقم الحديث: ٣١٧٨

③ المستدرک على الصحيحين: كتاب الرقاق، رقم الحديث: ٧٨٧٧، قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ووافقه الذهبي

اور نتیجہ ہے وہ صرف اعمال واخلاق پر نہیں ملتا، بلکہ یہ تب ملتا ہے جب ان اعمال واخلاق میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اُخروی ثواب کا ارادہ بھی کیا گیا ہو۔ اپنے معاملات میں خود ہمارا بھی یہی اصول ہے، فرض کیجئے کوئی شخص آپ کی بڑی خدمت کرتا ہے، آپ کو ہر طرح آرام پہنچانے اور خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن پھر کسی ذریعہ سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ اُسے آپ کے ساتھ کوئی خلوص نہیں بلکہ اس نے یہ سب کچھ اپنی ذاتی غرض کے لیے کیا ہے یا آپ کے کسی دوست یا رشتہ دار سے اپنا کوئی کام نکلوانا چاہتا ہے، تو پھر آپ کے دل میں اس شخص کی اور اس کے برتاؤ کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ بس یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہے، فرق اتنا ہے کہ ہم دوسروں کے دلوں کا حال نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ سب کے دلوں اور ان کی نیتوں کا حال جانتا ہے، پس اس کے جن بندوں کا یہ حال ہے کہ وہ اس کی خوشنودی اور رحمت کی طلب میں اچھے کام کرتے ہیں وہ ان کے اعمال کو قبول کر کے ان سے راضی ہوتا ہے اور ان پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور دار الجزاء یعنی آخرت میں اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

اخلاص کی قرآن وحدیث میں بڑی ترغیب آئی اور اِسے نہایت اہتمام اور تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اخلاص کی اہمیت وفضیلت قرآنِ کریم کی روشنی میں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ﴾ (البقرة: ۱۳۹)

ترجمہ: کہہ دو کہ کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں حجت کرتے ہو؟ حالانکہ وہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار (یہ) اور (بات ہے کہ) ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، اور تمہارے عمل تمہارے لیے، اور ہم نے تو اپنی بندگی اسی کے لیے خالص کر لی ہے۔

رضائے الٰہی کے لئے خرچ کئے گئے مال کا ثمرہ

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۲۷۲)

ترجمہ: اور جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو وہ خود تمہارے فائدے کے لیے ہوتا ہے جبکہ تم اللہ کی خوشنودی طلب کرنے کے سوا کسی اور غرض سے خرچ نہیں کرتے اور جو مال بھی تم خرچ کروگے تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ﴾ (آل عمران: ۱۴۵)

ترجمہ: اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اُسے اس کا حصہ دے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس کا حصہ عطا کر دیں گے اور جو لوگ شکر گزار ہیں ان کو ہم جلد ہی ان کا اجر عطا کریں گے۔

اطاعت وبندگی خالص اللہ کے لئے ہو

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ﴾ (الأعراف: ۲۹)

ترجمہ: کہو کہ میرے پروردگار نے تو انصاف کا حکم دیا ہے اور (یہ حکم دیا ہے کہ) جب کہیں سجدہ کرو، اپنا رخ ٹھیک ٹھیک رکھو، اور اس یقین کے ساتھ اس کو پکارو کہ اطاعت خالص اسی کا حق ہے۔ جس طرح اس نے تمہیں ابتداء میں پیدا کیا تھا، اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہوگے۔

میں تم سے اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشعراء: ۱۴۵)

ترجمہ: (حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا) اور میں تم سے اس کام پر کسی قسم کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف اس ذات نے اپنے ذمے لے رکھا ہے جو سارے دنیا جہان کی پرورش کرتا ہے۔

رضائے الٰہی کے لئے خرچ کیا گیا مال بڑھ جاتا ہے

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ﴾ (الروم: ۳۹)

ترجمہ: اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے ارادے سے دیتے ہو، تو جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں وہ ہیں جو (اپنے مال کو) کئی گنا بڑھا لیتے ہیں۔

اللہ رب العزت نیتوں کو دیکھتا ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ﴾ (الحج: ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔

عبادت اخلاص کے ساتھ ہو

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ (الزمر: ۲)

ترجمہ: (اے پیغمبر) بیشک یہ کتاب ہم نے تم پر برحق نازل کی ہے، اسلئے اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص اُسی کے لیے ہو۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اخلاص کی اہمیت وفضیلت اور ریا کی مذمت

اللہ تعالی تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّـهَ لَا يَـنـظُـرُ إِلَـى صُـوَرِكُـمْ وَأَمْـوَالِـكُـمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ. ①

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی تمھاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

خالص اللہ کی رضا کے لئے کیا ہوا عمل مقبول ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا:

أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ، مَالَهُ؟

ترجمہ: مجھے بتاؤ کہ اگر کوئی آدمی جہاد کرے مزدوری کے لالچ میں (کہ دولت حاصل ہوگی) اور نام آوری کے واسطے جہاد کرے، تو اسکا کیا بدلہ ہے؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا شَيْءَ لَهُ.

ترجمہ: اس کو کسی قسم کا ثواب نہ ملے گا۔

پھر اس آدمی متعدد نیتوں کے بارے میں سوال پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

① صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ، رقم الحديث: ۲۵۶۴

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عمل قبول نہیں فرماتا مگر وہ عمل جو کہ خالص اسی کے واسطے ہو اور اس کے کرنے سے خالص رضاءِ الٰہی کی مقصود ہو۔

یعنی کہ جہاد جیسی عظیم عبادت میں بھی اگر اخلاص نہ ہو تو اللہ کے ہاں قبول نہیں۔

تین چیزوں میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی کے خیف مقام پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور یہ بھی فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَالنَّصِيحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ، تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. ❷

ترجمہ: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مومن کا دل خیانت (کوتاہی) نہیں کرتا، اعمال صرف اللہ کے لئے کرنا، مسلمان حکام کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کا ہمیشہ ساتھ دینا کیونکہ مسلمانوں کی دعا پیچھے سے بھی انہیں گھیر لیتی ہے (اور شیطان کسی بھی طرف سے حملہ آور نہیں ہوسکتا)۔

اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید کے اقرار کرنے

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ. ❸

ترجمہ: جس بندے نے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کہا، قیامت کے دن اس پر جہنم کی آگ حرام ہوگی۔

---

❶ سنن النسائي: كتاب الجهاد: باب من غزا يلتمس الأجر والذكر، رقم الحديث: ۳۱۴۰

❷ سنن ابن ماجة: كتاب المناسک، باب الخطبة يوم النحر، رقم الحديث: ۳۰۵۶

❸ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب العمل الذي يبتغى به وجه الله، رقم الحديث: ۶۴۲۳

جہنم کو کن تین اشخاص سے بھڑکا یہ جائے گا

حضرت شُفَیّ اصبحی رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں بھی ان کے قریب ہوگیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا، وہ لوگوں سے حدیث بیان کررہے تھے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور بیان کروں گا، پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوتو فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس گھر میں بیان کی تھی، اس وقت میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے۔ تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا، پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالی بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے نزول فرمائے گا، اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ تین شخص ہوں گے، ایک قاری قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا دولت مند شخص۔ اللہ تعالی قاری سے پوچھے گا کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی۔ عرض کرے گا کیوں نہیں یا اللہ! اللہ تعالی پوچھے گا تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالی فرمائے گا تم جھوٹ بولتے ہو، اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا کہ تم اس لئے ایسا

کرتے تھے کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے، چنانچہ وہ کہہ دیا گیا، پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالی اس سے پوچھے گا کیا میں نے تمہیں مال میں اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا؟ وہ عرض کرے گا جی اے اللہ! اللہ تعالی فرمائے گا: میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے، تو یہ کہا جا چکا۔ پھر شہد کو لایا جائے گا، اللہ تعالی فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا؟ وہ کہے گا تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہوا۔ اللہ تعالی فرمائے گا تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے، پس یہ بات کہی گئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ: يَاأَبَا هُرَيْرَةَ، أُولَئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللَّهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ القِيَامَةِ. ①

ترجمہ: پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے زانوں پر مارتے ہوئے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے پہلے انہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

ولید ابو عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ نے بتایا: یہی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جلاد تھا۔ کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث بتائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تینوں کا یہ حشر ہے، تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ اب فوت ہو

---

① سنن الترمذي: أبواب الذهد، باب ماجاء الرياء والسمعة، رقم الحديث: ۲۳۸۲

جائیں گے اور ہم نے کہا یہ آدمی ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے، پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ نے چہرہ صاف کیا اور فرمایا اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. (هود: ۱۵،۱۶)

ترجمہ: جو لوگ (صرف) دنیوی زندگی اور اس کی سج دھج چاہتے ہیں، ہم ان کے اعمال کا پورا پورا صلہ اسی دنیا میں بھگتا دیں گے، اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں ہے، اور جو کچھ کارگزاری انہوں نے کی تھی وہ آخرت میں بیکار ہو جائے گی، اور جو عمل وہ کر رہے ہیں، (آخرت کے لحاظ سے) کالعدم ہیں۔

کامیاب شخص کی علامات

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا، وَلِسَانَهُ صَادِقًا، وَنَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً، وَخَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً.

ترجمہ: وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے ایمان کے لئے اپنے دل کو خالص کر لیا اور اپنے دل کو (عیوب ونقائض) سے محفوظ کیا اور اپنی زبان کو سچا بنایا اور اپنے نفس کو اطمینان بخش بنا لیا اور اپنی طبیعت کو حسن خلق کے سانچے میں ڈھال لیا۔ ①

---

① مسند احمد، ج:۳۵ص۲۳۹، رقم الحدیث: ۲۱۳۱۰/شعب الإيمان: ج۱ص۲۶۵، رقم الحديث: ۱۰۷/قال المنذری فی الترغیب والترهيب: (۱/۲۴) رواه أحمد والبيهقی وفی اسناده أحمد احتمال للتحسين/قال الهيثمی فی جمع الزوائد: (۱۰/۲۳۲) رواه أحمد وإسناده حسن

ہر ایک کے ساتھ معاملہ نیت کے مطابق ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ. ❶

ترجمہ: (قیامت کے دن) لوگوں کو انکی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (یعنی ہر ایک کے ساتھ انکے نیتوں کے مطابق معاملہ ہوگا۔)

نیکی اور برائی کا بدلہ نیت کے مطابق ملتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں (یعنی فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ لوحِ محفوظ میں نیکیوں اور برائیوں کے بارہ میں یہ تفصیل لکھ دیں کہ) جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور وہ اس پر عمل نہ کر سکے (یعنی ارادہ کے باوجود وہ کسی عذر کی بناء پر اس نیکی کو کرنے پر قادر نہ ہو سکے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے ہاں اس ارادہ ہی کو ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور پھر اس نیکی کو کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب النية، رقم الحديث: ۴۲۲۹

❷ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب من همّ بحسنة أو بسيئة، رقم الحديث: ٦٤٩١

لئے اپنے ہاں دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھ لیتا ہے (یعنی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے اللہ چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے بحسب اخلاص اور ادائیگی شرائط وآداب اس سے بھی زیادہ ثواب لکھتا ہے۔) اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے (اور پھر اللہ کے خوف کی وجہ سے) اس برائی میں بھی مبتلا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے ہاں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے، اور جس شخص نے کسی برائی کا ارادہ کیا تو پھر اس برائی میں مبتلا بھی ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ہی برائی لکھتا ہے۔

رضائے الٰہی کا طلب گار معاشرے میں معزز ہو جاتا ہے

مدینہ منورہ کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا کہ آپ مجھ کو کوئی نصیحت لکھ کر بھیج دیں جو مختصر ہو زیادہ لمبی نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلام مسنون اور حمد وصلوٰۃ کے بعد لکھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

مَنِ التَمَسَ رِضَاءَ اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللَّهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ التَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ. ①

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی تلاش میں لوگوں کی ناراضگی سے بے فکر ہو کر لگا رہا، اللہ تعالیٰ لوگوں کی ناراضگی کے نقصان سے اس کی کفایت فرما دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بے فکر ہو کر لوگوں کو خوش کرنے میں لگا رہا اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔

---

① سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، باب منه، رقم الحديث: ۲۴۱۴

اللہ کی مدد اخلاص کے سبب ہوتی ہے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی اس امت کی مدد (اسکی قابلیت اور صلاحیت کی بنیاد پر نہیں فرماتے بلکہ) کمزور اور خستہ حال لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور انکی اخلاص کی وجہ سے فرماتے ہیں۔

دنیا کی نیت کا وبال

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ. ❷

ترجمہ: جس شخص کو بڑی فکر دنیا کی ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کام منتشر کر دے گا اور اس کی مفلسی دونوں آنکھوں کے درمیان کر دے گا اور دنیا اس کو اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہے، اور جس کی نیت آخرت کی طرف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے سب کام درست کر دے گا اور اس کے دل میں دنیا سے بے رغبتی ڈال دے گا اور دنیا اُس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔

اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت کرتے ہیں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

❶ سنن النسائی: کتاب الجهاد، باب الاستنصار با لضعيف، رقم الحديث: ۳۱۷۸

❷ سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب الهمّ بالدنيا، رقم الحديث: ۴۱۰۵

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی ایسے شخص کو پسند فرماتے ہیں جو متقی ہو، مخلوق سے بے نیاز اور گمنام بندہ ہو۔

اخلاص والا عمل ظاہر ہو کر رہتا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِي صَخْرٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةَ خَرَجَ عَمَلُهُ إِلَى النَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ. ❷

ترجمہ: اگر کوئی شخص ایسی چٹان کے اندر بیٹھ کر جسمیں نہ کوئی دروازہ ہو اور نہ کوئی سوراخ ہو، کوئی بھی عمل کرے تو وہ لوگوں پر ظاہر ہو کر رہے گا چاہے وہ عمل اچھا ہو یا بُرا۔

تو ان آیات اور احادیث میں ہر کام اخلاص کیساتھ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اس لئے ریا کاری سے انسان بچے ورنہ اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

ریا کاری اعمال کو برباد کرتی ہے

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (البقرة: ۲۶۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع مت کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقاق، رقم الحديث: ۲۹۶۵

❷ شعب الإیمان: اخلاص العمل للّٰہ عز وجلّ وترک الریاء، ج ۹ ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۶۵۴۱

آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنی چٹان پر مٹی جمی ہو، پھر اس پر زور کی بارش پڑے اور اس (مٹی کو بہا کر چٹان) کو (دوبارہ) چکنی بنا چھوڑے۔ ایسے لوگوں نے جو کمائی کی ہوتی ہے وہ ذرا بھی ان کے ہاتھ نہیں لگتی، اور اللہ (ایسے) کافروں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

چٹان پر اگر مٹی جمی ہو تو یہ امید ہو سکتی ہے کہ اس پر کوئی چیز کاشت کر لی جائے، لیکن اگر بارش مٹی کو بہا لے جائے تو چٹان کے چکنے پتھر کاشت کے قابل نہیں رہتے۔ اسی طرح صدقہ خیرات سے آخرت کے ثواب کی امید ہوتی ہے، لیکن اگر اس کے ساتھ ریا کاری یا احسان جتانے کی خرابی لگ جائے تو وہ صدقے کو بہا لے جاتی ہے اور ثواب کی کوئی امید نہیں رہتی۔

ریا شرک اصغر ہے

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ.

ترجمہ: وہ چیز جس پر مجھے تمام چیزوں سے زیادہ خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ''وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ'' اے اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اِذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً. ❶

ترجمہ: وہ ریاء ہے، قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اس وقت اللہ پاک اعلان فرمائینگے کہ تم لوگ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھلانے کے لیے عمل کرتے تھے پس دیکھو کہ کیا ان کے پاس اس عمل کا بدلہ ہے؟

---

❶ مسند أحمد: مسند محمود بن لبيد، ج ۳۹ ص ۳۹، رقم الحديث: ۲۳۶۳۰

ریا والوں سے اللہ پاک بیزار ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ:

أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ. ❶

ترجمہ: میں شریکوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا اور اس میں کسی دوسرے کو میرے ساتھ شریک کیا تو میں اس کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور اس کے شرک کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔

جس کے لیے عمل کیا اس کا ثواب بھی اُسی سے لو

حضرت ابو سعد بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ. ❷

ترجمہ: جب اللہ پاک قیامت کے دن جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں لوگوں کو جمع فرمائینگے، تو ایک منادی اعلان کریگا کہ جو جس کے لیے عمل کرتا تھا، وہ اپنے اس عمل کا ثواب بھی اُسی سے طلب کرے، اس لیے کہ اللہ شریکوں کے شرک سے بیزار ہے۔

دنیاوی اغراض کیلئے علم حاصل کرنے والا جنت کی بو بھی نہیں پائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم : کتاب الزھد، باب من اشرک فی عملہ، رقم الحدیث: ۲۹۸۵

❷ سنن الترمذی : أبوب تفسیر القرآن ، باب سورۃ الکھف، رقم الحدیث: ۳۱۵۴

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيحَهَا. ①

ترجمہ: جس علم کے ذریعہ اللہ تعالی کی رضا تلاش کی جاتی ہے، ایسے علم کو جس نے دنیا کا کچھ بھی سامان ملنے کے لئے حاصل کیا تو یہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پائیگا (جنت میں جانا تو دور کی بات ہے۔)

ریا کار شہید، مولوی اور سخی کا انجام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

قیامت کے دن جس آدمی کا سب سے پہلے حساب ہوگا، وہ ایک شہید ہوگا جس کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، تو اللہ رب العزت اس آدمی کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جان لے گا، تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا بتا؟ تو نے میری نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ وہ آدمی کہے گا:

قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ.

ترجمہ: میں نے تیری راہ میں قتال کیا، حتی کہ لڑتے لڑتے شہید ہوگیا۔

تو اللہ رب العزت فرمائیں گے:

كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ.

ترجمہ: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو تو صرف اس لئے (میدانِ جہاد میں) لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے، تو یہ بات تجھے (دنیا میں ہی) کہہ دی گئی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس آدمی کو اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس آدمی کو بارگاہِ رب العالمین میں پیش کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور

---

① سنن أبی داود: کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللّٰه تعالی، رقم الحدیث: ۳۶۶۴

دوسروں کو سکھایا، اور قرآن کی تلاوت کی، اس کو بھی اللہ تعالی کی نعمتیں یاد دلائی جائیں گی، جب وہ اللہ کی نعمتوں کو جان جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے ان کو کیسے استعمال کیا؟ تو جواب میں وہ آدمی کہے گا کہ میں نے علم سیکھا، دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن کی تلاوت کرتا رہا، تو اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ.

ترجمہ: تو جھوٹ بول رہا ہے، بلکہ علم حاصل کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے وقت تیری نیت یہ تھی کہ تجھے عالم اور قاری کہا جائے، تو یہ تجھے دنیا میں ہی کہہ دیا گیا۔

اللہ کے حکم پر اس کو بھی جہنم میں اوندھے منہ پھینک دیا جائے گا، اس کے بعد ایک سخی آدمی کو لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی یہی معاملہ کرے گا اور پوچھے گا کہ تو نے میری نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ تو وہ آدمی کہے گا:

مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تَحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ.

ترجمہ: میں تیری مرضی کے مطابق تیری ہر راہ پر خرچ کرتا رہا۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ. ①

ترجمہ: تو جھوٹ بولتا ہے، تو اس لئے مال خرچ کرتا رہا کہ تجھے سخی کہا جائے، وہ تجھے (دنیا میں ہی) کہہ دیا گیا۔

اس آدمی کو بھی اللہ کے حکم پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

دیکھیں شہادت، حصولِ علم اور سخاوت بڑے عظیم الشان کام ہیں، لیکن اگر یہ رب العالمین کی رضا کے لئے نہ کئے جائیں تو یہی اعمال جہنم میں جانے کا ذریعہ بن جاتے

---

① صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، رقم الحديث: ١٩٠٥

ہیں، اس لئے انسان ہمیشہ ہر کام رب العالمین کی رضا کے لئے کرے، اللہ رب العزت اُس کا بہترین بدلہ دنیا اور آخرت میں عطا فرماتے ہیں۔

اخلاص کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے زریں اقوال

اعمال میں اخلاص کی اہمیت کے پیشِ نظر حضراتِ سلف حسنِ نیت بڑے اہتمام اور تاکید کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

۱......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جمعہ کے دن ممبر پر تشریف فرما ہوئے، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ”أَعْتَقْتَنِی لِلّٰهِ أَوْ لِنَفْسِکَ؟ آپ نے مجھے اپنا غلام بنانے کے لیے آزاد کیا تھا یا رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: فَأْذَنْ لِی فِی الْغَزْوِ“ پھر مجھے غزوہ میں جانے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ انھوں نے اجازت دے دی، پس وہ ملک شام کو روانہ ہو گئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔①

۲......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا:

مَنْ خَلُصَتْ نِيَّتُهُ كَفَاهُ اللَّهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ. ②

ترجمہ: جس کی نیت خالص ہوتی ہے اللہ تعالی اس کے لیے ان امور میں کافی ہو جاتا ہے جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہو

۳......امام ابوحازم رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ تم جس طرح اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپا کر رکھا کرو:

اُكْتُمْ حَسَنَاتِكَ كَمَا تَكْتُمُ سَيِّئَاتِكَ. ③

---

①سیر أعلام النبلاء، ترجمة: بلال بن رباح، ج ۱ ص ۳۵۷، رقم الترجمة: ۷۶

②الزهد لهناد بن السری: باب الریا، ج ۲ ص ۴۳۶

③سیر أعلام النبلاء، ترجمة: أبو حازم سلمة بن دینار، ج ۶ ص ۱۰۰، رقم الترجمة: ۲۴

۴......امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”مَا نَعْلَمُ شَيْئاً أَفْضَلَ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ بِنِيَّةٍ“ جو علم خلوص نیت کے ساتھ حاصل کیا جائے، اس سے افضل اور اعلیٰ عمل کوئی نہیں ہے۔ ❶

۵......امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ” كُلُّ مَا لاَ يُرَادُ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ يَضْمَحِلُّ“ جو کام رضائے الٰہی کی خاطر نہ کیا جائے، بلکہ ریاکاری کی خاطر کیا جائے تو وہ ناپید ہو جاتا ہے (اور ایک وقت آتا ہے ختم ہو جاتا ہے، اور جو کام اللہ کے لئے کیا جائے وہ باقی رہتا ہے۔) ❷

٦......امام معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”إِنَّ الرَّجُلَ يَطلُبُ العِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، فَيَأْبَى عَلَيْهِ العِلْمُ حَتَّى يَكُوْنَ للّٰه‘ ’انسان غیر اللہ کی خاطر علم حاصل کرنا چاہے تو علم انکار کر دیتا ہے اور علم تب حاصل ہوتا ہے جب رضائے الٰہی کی خاطر حاصل کیا جائے۔ ❸

۷......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رُبَّ عَمَلٍ صَغِيْرٍ تُكَثِّرُهُ النِّيَّةُ، وَرُبَّ عَمَلٍ كَثِيْرٍ تُصَغِّرُهُ النِيَّةُ“ کتنے ہی اعمال بہت چھوٹے ہوتے ہیں لیکن (اخلاص) نیت ان کو بڑا کر دیتا ہے اور کتنے ہی اعمال بڑے ہوتے ہیں لیکن نیت (میں عدم اخلاص) ان کو حقیر بنا دیتا ہے۔ ❹

۸......امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

اے میری قوم! اپنے علم کی غایت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو بناؤ، اس لئے کہ میں کبھی کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر میں نے تواضع کی نیت کی ہے، اس مجلس سے جب کھڑا ہوا تو

---

❶ سیر أعلام النبلاء، ترجمة: سفیان بن سعید بن مسروق الثوری، ج۷ ص ۲۴۴، رقم الترجمة: ۸۲

❷ سیر أعلام النبلاء، ترجمة: الربیع بن خثیم بن عائذ، ج۴ ص ۲۵۹، رقم الترجمة: ٦۷

❸ سیر أعلام النبلاء، ترجمة: معمر بن راشد، ج۷ ص ۱۷

❹ سیر أعلام النبلاء، ترجمة: عبد اللّٰه بن المبارک، ج۸ ص ۴۰۰، رقم الترجمة: ۱۱۲

مجلس میں سب سے زیادہ باعزت تھا اور جب میں غلو کی نیت کر کے بیٹھا تو سب سے زیادہ ذلیل تھا، اس لئے کہ علم ایک عبادت ہے، اللہ تعالی کی بندگی اور قربت کا ذریعہ ہے، اس کو دنیا کے لئے استعمال کیا جائے تو سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہ ہوگا، اس لئے دین سے دنیا کمانے کی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ ❶

۹......امام یعقوب مکفوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُخلِصُ مَنْ یَکْتُمُ حَسنَاتِهِ کَمَا یَکْتُمُ سَیِّئَاتِهِ. ❷

ترجمہ: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو بھی اسی طرح چھپائے جسطرح اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے۔

۱۰......حضرت مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ صَفَاصُفِیَ لَهُ وَمَنْ خَلَطَ خُلِطَ عَلَیْهِ. ❸

ترجمہ: جو شخص صاف ہوتا ہے اس کے لیے صفائی کی جاتی ہے اور جو شخص خلط ملط کرتا ہے اس کے لیے خلط ملط کیا جاتا ہے۔

۱۱......حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِخْلَاصُ یُمَیِّزُ الْعَمَلَ مِنَ الْعُیُوْبِ کَتَمْیِیْزِ اللَّبَنِ مِنَ الْفَرْثِ وَالدَّمِ. ❹

ترجمہ: اخلاص عمل کو عیوب سے اس طرح صاف کرتا ہے جیسے دودھ گوبر کی بدبو اور خون کی رنگت سے بالکل صاف ہوتا ہے۔

۱۲......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ تذکرة السامع والمتکلم: الباب الثالث، النوع الثاني، ص ٦٩

❷ إِحیاء علوم الدین: کتاب النیة والإِخلاص والصدق، الباب الثانی، ج۴ ص ۳۷۸

❸ إِحیاء علوم الدین: کتاب النیة والاخلاص والصدق، الباب الثانی، ج۴ ص ۳۷۸

❹ إِحیاء علوم الدین: کتاب النیة والاخلاص والصدق، الباب الثانی، ج۴ ص ۳۷۸

لَأَنْ تُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ فِیْ خِلْوَةٍ تَخْلُصُهُمَا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ أَنْ تُکْتَبَ سَبْعِیْنَ حَدِیْثًا أَوْ سَبْعُمَائِةٍ بِعُلُوٍّ. ①

ترجمہ: تنہائی میں اخلاص کیساتھ دو رکعت نماز پڑھنا عالی اسناد کی حامل ستر یا سات سو روایات نقل کرنے سے افضل ہے۔

۱۳...... حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا عَقَلُوْا فَلَمَّا عَقَلُوْا عَمِلُوْا فَلَمَّا عَمِلُوْا أَخْلَصُوْا فَاسْتَدْعَاهُمُ الْإِخْلَاصُ إِلَی أَبْوَابِ الْبِرِّ أَجْمَعَ. ②

ترجمہ: اللہ تعالی کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ عاقل ہوتے ہیں اور جب عاقل ہوتے ہیں تو عمل کرتے ہیں اور جب عمل کرتے ہیں تو اخلاص اختیار کرتے ہیں اور اخلاص انہیں نیکیوں کی تمام قسموں کی طرف بلاتا ہے۔

۱۴...... امام محمد سعید المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَمْرُ کُلُّهُ یَرْجِعُ إِلٰی أَصْلَیْنِ فِعْلٌ مِنْهُ بِکَ وَفِعْلٌ مِنْکَ لَهُ فَتَرْضَی مَا فَعَلَ وَتَخْلُصُ فِیْمَا تَعْمَلُ فَإِذَنْ أَنْتَ سَعَدَتُ بِهٰذَیْنِ وَفَزْتُ فِی الدَّارَیْنِ. ③

ترجمہ: تمام معاملات کی دو اصل ہیں: ایک اسکا فعل تیرے ساتھ، دوسرا تیرا فعل اس کے لیے، جو فعل وہ تیرے ساتھ کرے تجھے اس پر راضی رہنا چاہیے، اور جو فعل تو کرے تجھے اسمیں مخلص رہنا چاہیے، اگر تو نے ایسا کیا تو ان دونوں اصلوں میں کامیاب رہے گا اور دارین کی سعادت حاصل کرے گا۔

---

① إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثانی، ج۴ ص ۳۷۸

② إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثانی، ج۴ ص ۳۷۹

③ إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثانی، ج۴ ص ۳۷۹

۱۵......محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ طلباء کرام کو حسنِ نیت بڑے اہتمام کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ علوم قرآن وحدیث کا مقصد صرف وصرف رضائے الٰہی اور اشاعتِ دین ہونا چاہیے، ورنہ آج ہی اس مدرسہ سے رخصت ہو جائیے، کیونکہ دینی علوم کو دنیاوی اغراض کے لئے حاصل کرنے والے بدبختوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں۔

۱۶......مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے:

تم شروع سال ہی سے اپنی نیت کو درست کرلو، اپنی نیت یہ رکھو کہ ہم جو کچھ پڑھ لکھ رہے ہیں، اس سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے، اگر اس مقصد کو مدنظر رکھ کر تم نے تعلیم کی ابتداء کی تو ان شاء اللہ تم کو پڑھنے کا پورا ثواب ملے گا، اگر خدانخواستہ یہ علم پڑھنے کا کوئی اور ارادہ ہے، مثلاً یہ کہ لوگ تمہاری عزت کریں، تمہیں مفتی صاحب کہیں اور تمہارے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیں، اگر یہ نیت ہے تو فوراً توبہ کرلو اور اپنی نیت کو فوراً صحیح کرو۔

اسی طرح ایک مرتبہ طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں اپنی اسی سالہ زندگی کا نچوڑ اور حاصل آپ کو بتلا رہا ہوں اس کو توجہ سے سنو! یہ خلاصہ ساری دنیا دیکھ کر اور دنیا داروں اور دینداروں کا تجربہ کرکے اور زندگی کے تمام اتار چڑھاؤ دیکھ کر بیان کر رہا ہوں:

”وہ یہ ہے کہ آپ جس کام میں لگے ہو (یعنی تعلیم وتعلم) اگر یہ خلوص کے ساتھ محض حق تعالیٰ شانہ کی رضا کے لئے ہے، تب تو یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے برابر نہیں، یہ سب سے بہتر اور افضل ہے اور اگر خدانخواستہ مقصود اس سے رضائے الٰہی نہیں دنیا کمانا پیش نظر ہے، جیسا کہ آج کل یہ کام صرف ایک پیشہ بن کر رہ گیا ہے، تو میرے عزیزو! پھر دنیا میں اس سے بدتر کوئی کام نہیں۔

شیطان پر اخلاص سے زیادہ کوئی چیز گراں اور شاق نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ اخلاص کی

وجہ سے شیطان کو اس عمل میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے، اس لئے اس کی گرانی کا سبب ہوتا ہے۔

تو ان سب آیات اور احادیث اور سلف کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے بغیر کوئی بھی عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے، اس لئے ہر انسان کو چاہیے کہ جو بھی عمل کرے اسمیں اخلاص کو اپنائے، اسلافِ امت کی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے کہ انہوں نے جو عمل کیا وہ محض اللہ کی رضا کے لئے کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اخلاص

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک نابینا بڑھیا کا جو مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں رہتی تھی رات کو پانی بھر دیا کرتے تھے، اور دوسرے تمام کام بھی کر دیا کرتے تھے، اور اس کی پوری پوری خبر گیری کرتے تھے ایک روز جب آپ اس کے یہاں تشریف لے گئے تو اس کے روزمرہ کے تمام کام نپٹے ہوئے پائے، آپ کو بڑی حیرت ہوئی، آپ اس کی تلاش میں لگ گئے آخر یہ کون؟ ایک دن دیکھ لیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ آپ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین تھے، آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”أَنتَ هُوَ لَعَمرِیْ“ میری جان کی قسم آپ کے سوا اور کون ہوسکتا ہے؟ ①

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اخلاص

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک یہودی کو قتل کرنے کے لئے نیچے لٹایا، جب قتل کرنے لگے تو اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے چہرے کی طرف تھوک دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً ہٹ گئے، اس نے کہا: پہلے تو آپ قتل کر رہے تھے، اب میں نے آپ کے چہرے پر تھوکا، آپ فوراً پیچھے ہٹ گئے، آپ کو تو زیادہ غصہ آنا

---

① تاریخ الخلفاء: ترجمة: أبو بكر الصديق، ج ۱ ص ٦٥

چاہیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا: پہلے تو میں اللہ کی رضا کے لئے قتل کررہا تھا، جب تم نے میرے چہرے پر تھوکا تو میرے نفس کا غصہ بھی شامل ہوگیا، اب اللہ کی رضا کم ہے، نفس کا غصہ زیادہ ہے، پہلے تمہیں قتل کررہا تھا تم دین کے دشمن تھے، اب میرے دل میں آیا تمہیں قتل کروں کیونکہ تم نے میرے چہرے پر تھوکا ہے۔ ❶

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا خفیہ تعاون کرنا

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا ساری زندگی یہ معمول تھا کہ کندھے پر سامان اٹھاتے یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے گھروں میں پہنچا دیتے، کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا کہ رات کے اندھیرے میں سامان لانے والا کون ہے، دروازے پر رکھتے، دستک دیکر چلے جاتے، انتقال کے بعد جب ان کی کمر دیکھی گئی، تو اس پر بوریوں کے نشانات تھے، انکے خادم سے پوچھا گیا؟ تو انہوں نے کہا: سو سے زائد گھروں کا خرچہ برداشت کرنے والا زین العابدین دنیا سے جا چکے ہیں۔ ❷

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا بے مثال اخلاص

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ علیہ بڑے مشہور محدث تھے۔ شام کے شہر طرسوس میں ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا، عموماً رقہ نامی جگہ پر قیام ہوتا۔ وہاں ایک نوجوان ان کے پاس آتا، ان کی خدمت کرتا، ان کے ضروری کام نمٹاتا، اور ان سے حدیث کا درس لیتا۔ اس طرح اس سے انہیں خاصا انس ہوگیا۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو خلافِ معمول وہ نوجوان نظر نہ آیا۔ جلدی میں تھے، قافلے کے ساتھ نکل گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس آئے تو آتے ہی لوگوں سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا: لوگوں نے بتایا کہ نو

---

❶ معارف مثنوی: حکایت اخلاص حضرت علی رضی اللہ عنہ، ص ۲۱۶، ۲۱۷/ حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص ۲۵۹

❷ حلیۃ الأولیاء: فمن الطبقۃ الأولی من التابعین، ترجمۃ: زین العابدین علی بن الحسین، ج ۳ ص ۱۳۶

جوان مقروض تھا، جب قرض واپس نہ کرسکا تو قرض خواہوں نے اس پر مقدمہ کردیا، چنانچہ اب وہ جیل میں ہے۔ سوال کیا کہ نوجوان پر کتنا قرض تھا؟ بتایا گیا کہ دس ہزار درہم تھا۔ اب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس آدمی کو تلاش کرنا شروع کیا، جس کا اس نوجوان کے اوپر قرض تھا۔ رات گئے اس آدمی سے رابطہ ہوسکا اس کو بلوایا، علیحدگی میں لے گئے اور کہنے لگے: میں تمھیں اس نوجوان کا قرض واپس کرنا چاہتا ہوں، مگر اس کے لیے ایک شرط ہے۔ اس نے پوچھا: کیا شرط ہے؟ کہا: جب تک میں زندہ ہوں اس نوجوان کو پتا نہیں چلنا چاہیے کہ اس کا قرض کس نے واپس کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے کیا اعتراض ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کو دس ہزار درہم ادا کردیے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لیے اس نوجوان کی قید سے رہائی کے امکانات اگلے دن ہی ممکن تھے۔ خود حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اسی رات اس شہر سے اگلے سفر پر تشریف لے گئے۔

اگلے دن اس نوجوان کو قید خانے سے رہا کردیا گیا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ادھر ہی تھے اور اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے، تو ان کی محبت نے جوش مارا اور وہ لگا اپنے استاد کو تلاش کرنے۔ پوچھتا ہوا اگلی بستی میں ان سے جا ملا۔ انھوں نے پوچھا: اے نوجوان، تم کہاں تھے؟ میں تمھاری بستی میں تھا نظر نہیں آئے۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں قرض کی مصیبت میں پھنس گیا تھا، اس لیے مجھے جیل جانا پڑا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے پوچھا، مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جیل سے کیسے رہا ہوئے؟ نوجوانان نے تفصیل بتائی:

جَاءَ رَجُلٌ فَقَضَى دَيْنِي، وَلَمْ أَدْرِ. ❶

کوئی اللہ کا نیک بندہ تھا، میں اسے نہیں جانتا۔ اس نے میرا قرض ادا کردیا تو میرا

---

❶ سير أعلام النبلاء: الطبعة الثامنة، ترجمة: عبدالله بن المبارك بن واضح، ج۸ ص ۳۸۶

مقدمہ واپس ہو گیا اور مجھے جیل سے رہائی ہو گئی۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہی کہنے لگے: میرے عزیز اس شخص کے لیے دعا کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں جیل سے رہا کیا ہے۔ اس نوجوان کو انھوں نے احساس تک نہ ہونے دیا کہ اس کا قرض انھوں نے ادا کیا ہے۔ اسے قید خانے سے اپنی رہائی کی وجہ کا علم اس وقت ہوا جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ کا اخلاص

علامہ ماوردی بہت بڑے عالم ہیں، شروع میں انہوں نے کچھ کتابیں لکھیں جو تفسیر اور فقہ اور دوسرے فنون کے متعلق تھیں، انہوں نے اپنی زندگی میں ان کتابوں کو منظر عام پر نہ لایا، انہوں نے اپنے قابل اعتماد ساتھی سے کہا: میں نے فلاں مقام پر کچھ کتابیں ہیں، میں نے اسکا اظہار اب تک نہیں کیا، کیونکہ میں اپنے دل میں اخلاص نہیں پا رہا ہوں، تم ایسا کرنا کہ جب مجھ پر نزع کی حالت ہو تو اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دینا، اگر میں نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر مٹھی بند کر دی تو سمجھ لو یہ تصانیف اللہ کے ہاں قبول نہیں، تو آپ جا کر ان کتابوں کو دریا میں ڈال دینا اور اگر میں نے ہاتھ پھیلایا تو سمجھ لینا یہ تصانیف اللہ کے ہاں قبول ہیں، تو انکو منظر عام پر لانا۔

اب یہ شخص کہتا ہے کہ جب امام ماوردی رحمہ اللہ مرض الموت میں تھے تو میں نے ایسا ہی کیا:

فبسطها ولم يقبض على يدى، فعلمت أنها علامة القبول، فأظهرت كتبه بعده. ①

---

① وفيات الاعيان: حرف العين، ترجمة: الماوردى، ج۳ ص ۲۸۳ / طبقات الشافعية الكبرى: الطبقة الرابعة، ترجمة: على بن محمد، ج۵ ص ۲۶۸

ترجمہ: تو انہوں اپنا ہاتھ پھیلایا اور میرے ہاتھ کو پکڑا نہیں، تو میں سمجھ گیا کہ انکی تصانیف اللہ کے ہاں قبول ہیں، تو انکے مرنے کے بعد میں نے ہی انکی تصانیف کو منظر عام پر لایا۔

رضائے الٰہی کی خاطر بادشاہ وقت کے شراب کے مٹکے توڑ دیئے

ابوحسین احمد بن محمد خراسانی نوری رحمہ اللہ ایک مرتبہ بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے چل رہے تھے کہ قریب سے ایک کشتی گزری، دیکھا کہ ملاح بہت سارے شراب کے مٹکوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ ابوحسین نوری رحمہ اللہ اس پر چڑھ گئے اور پوچھا: یہ کیا ہے اور کس کے لیے ہے؟

ملاح نے کہا: آپ کو اس سے کیا لینا دینا؟

ابوحسین نے اصرار کے ساتھ ملاح سے پوچھا: بتاؤ یہ کیا ہے؟

ملاح نے کہا: أَنْتَ وَاللهِ! كَثِيرُ الْفُضُولِ، هٰذَا خَمْرٌ لِلْمُعْتَضِدِ.

اللہ کی قسم! آپ بڑے فضول گو آدمی ہیں، یہ خلیفہ معتضد باللہ کی شراب ہے۔

ابوحسین کو بڑا سخت غصہ آیا، ہاتھ میں لاٹھی تھی، مٹکوں کو یکے بعد دیگرے توڑنا شروع کر دیا۔ ملاح اس دوران ان کو منع کرتا رہا، مگر وہ کب باز آنے والے تھے۔ چنانچہ ملاح نے خوب چیخ و پکار کی، لوگوں نے پولیس کو بلایا، اس دوران ایک مٹکے کے علاوہ سارے مٹکے ٹوٹ چکے تھے۔ پولیس نے ان کو پکڑا اور معتضد کے سامنے پیش کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے پوچھا: ”مَنْ أَنْتَ وَيْلُكَ؟“ (تمہاری بربادی ہو! آخر تم ہو کون؟)

جواب دیا: میں محتسب ہوں (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا)۔

معتضد نے پوچھا: اس کام پر تمہیں کس نے متعین کیا ہے؟

کہنے لگے: امیر المومنین! جس ہستی نے آپ کو خلیفہ بنایا ہے، اس نے مجھے اس کام کا

حکم دیا ہے۔

معتضد نے اپنے سر کو جھکایا اور بولا: یہ کام کرنے کی تمہیں جرأت کیسے ہوئی اور تم نے یہ کیوں کیا؟

جواب میں کہنے لگے: تمہارے ساتھ محبت اور پیار کی وجہ سے کہ یہ تمہارے لئے نہایت غیر مفید، مکروہ اور نقصان دہ چیز تھی۔

خلیفہ نے پھر اپنے سر کو جھکایا، ذرا سا سوچا اور کہا: اچھا بتاؤ! تم نے سارے مٹکوں کو توڑ دیا ایک جو باقی رہ گیا ہے، اس کو کیوں نہیں توڑا؟

فرمانے لگے: دراصل جب میں نے مٹکوں کو توڑنا شروع کیا تو میرے دل میں محض رب کی رضا کی نیت تھی اور میں نے اس کی جلالت کی خاطر یہ کام کیا، مگر آخری مٹکا توڑنے سے پہلے میرے دل میں اپنے تئیں عُجب آ گیا کہ میں نے اتنا بڑا کام کر دیا ہے، باوجود یہ جاننے کے کہ یہ مال خلیفہ کا ہے، کوئی پروا نہیں کی۔ جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو پھر یہ کام رضائے الٰہی کے لیے نہیں رہا تھا۔ لہذا میں نے آخری مٹکا چھوڑ دیا۔

معتضد کہنے لگا: جاؤ! ہم نے تمہیں محتسب مقرر کر دیا ہے اور اب جو بھی تمہیں منکر نظر آئے اسے تبدیل کر دو۔

ابو حسین نوری رحمہ اللہ نے فرمایا: جناب! اب میرا ارادہ اس کام کو کرنے کا نہیں رہا۔

معتضد نے پوچھا: کیوں، کیا وجہ ہے؟

جواب دیا: پہلے یہ کام رب کی رضا کے لیے اور اس کی مدد کے ساتھ کرتا تھا۔

اور اب تمہیں راضی کرنے کے لیے پولیس کی مدد سے کروں گا۔

معتضد کہنے لگا: اگر آپ کی کوئی حاجت ہے تو پیش کریں۔

فرمانے لگے: مجھے اس دربار سے بغیر کسی ضرر کے نکلنے کی اجازت دے دیں اور میرے راستے میں تمہارا کوئی آدمی رکاوٹ نہ بنے۔

معتضد نے حکم جاری کیا کہ ان سے کوئی اعراض نہ کیا جائے۔

ابو حسین نوری رحمہ اللہ بغداد سے نکل کر بصرہ میں قیام پذیر ہو گئے اور حتی الامکان کوشش کی کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھیں تا کہ معتضد کے لیے کوئی سفارش طلب کرنے والا نہ آ جائے۔

جب معتضد نے وفات پائی تو پھر یہ بغداد واپس آ گئے۔ ❶

اخلاص کے سبب برادہ آٹے میں تبدیل ہو گیا

عطاء ازرق رحمہ اللہ کو ان کو اہلیہ نے دو درہم دیئے تا کہ اس کا آٹا خرید لادیں، جب آپ بازار کو چلے تو راستے میں ایک غلام کو دیکھا کہ کھڑا رو رہا ہے، اس سے وجہ دریافت کی، اس نے کہا کہ مجھے مولیٰ نے دو درہم دیئے تھے سودے کے لئے اور وہ مجھ سے گم ہو گئے، اب وہ مجھے مارے گا، حضرت نے دونوں درہم اسے دے دیئے اور شام تک نماز میں مشغول رہے اور گھر والے منتظر تھے کہ کچھ میسر نہ ہوا، جب شام ہوئی تو اپنے ایک دوست بڑھئی کی دکان پر بیٹھ گئے، اس نے کہا یہ بُرادہ لے جاؤ کہ تنور گرم کرنے میں آجائے گا اور کچھ میرے پاس نہیں جو آپ کی خدمت کروں، آپ وہ ایک تھیلے میں ڈال کر گھر تشریف لے گئے اور نماز پڑھ کر بہت دیر تک بیٹھے رہے تا کہ گھر والے سو جاویں اور ان سے الجھنا نہ پڑھے، پھر گھر آئے تو دیکھا کہ گھر والے لوگ روٹی پکا رہے تھے، فرمایا تمہیں آٹا کہاں سے ملا؟ کہنے لگے وہی ہے جو آپ تھیلے میں لائے تھے، ہمیشہ اسی شخص سے آٹا خرید لایا کیجئے، جس سے آج خریدا ہے فرمایا انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ ❷

---

❶ سير أعلام النبلاء: الطبقة السادسة عشرة، ترجمة: أبي الحسين النوری الخراسانی، ج ۱۴ ص ۷۶، رقم الترجمة: ۳۵

❷ روض الرياحين: الحكاية السادسة والخمسون بعد المئتين، ص: ۲۲۹

ایک بہادر مجاہد کے اخلاص کا ایمان افروز واقعہ

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت مسلمہ بن عبدالملک نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا، انہیں بڑی مشقت سے دوچار کیا گیا، چنانچہ اس نے لوگوں کو قلعہ کا دروازہ کھولنے کے لیے یا دیوار میں نقب لگا کر اندر داخل ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمادی۔ پھر خلیفہ وقت کے منادی نے آواز لگائی: نقب لگا کر داخل ہونے والا شخص کون ہے؟ لیکن کوئی نہ آیا، یہاں تک کہ اس نے دو، تین یا چار بار پکارا، پھر بارہاں اصرار کے بعد شخص آیا، اور اس نے کہا:

أیھا الأمیر صاحب النقب آخذ عھودا وموا ثیقا ثلاثا لا تسودوا اسمی فی صحیفة ولا تأمروا لی بشیٔ ولا تشغلونی عن أمری .

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! میں نقب لگانے والا ہوں، لیکن میں تم سے تین عہد لیتا ہوں، نمبر ایک میرا تحریری تذکرہ کہیں نہ کریں، نمبر دو میرے لئے (انعام کے طور پر) کسی چیز کا حکم نہ دیں، نمبر تین مجھے (جہاد سے) کسی اور معاملے میں مشغول نہ کریں، (یعنی حکومتی کوئی ذمہ داری میرے اوپر ڈال کر مجھے جہاد جیسی عظیم عبادت سے محروم نہ کریں۔)

خلیفہ وقت مسلمہ نے اس سے کہا کہ تم نے جو کہا وہی کریں گے۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص غائب ہوا اور کبھی نہیں دیکھا گیا اور خلیفہ وقت مسلمہ ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَعَ صَاحِبَ النَّقْبِ. ①

ترجمہ: اے اللہ! نقب لگانے والے (مخلص انسان کے ساتھ) میرا معاملہ فرما۔

---

① تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: مسلمة بن عبد الملک، ج۵۸ ص ۳۶، رقم الترجمة: ۷۳۹۲

محمد بن اسلم رحمہ اللہ کی اخلاص بھری عبادات

محمد بن قاسم فرماتے ہیں کہ میں بیس سال سے زیادہ محمد بن اسلم رحمہ اللہ کے پاس رہا، سوائے جمعہ کے دن کبھی بھی میں نے ان کو نفل پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے:

لَوْ قَدَرْتُ أَنْ أَتَطَوَّعَ حَيْثُ لَا يَرَانِي مَلَكَايَ، لَفَعَلْتُ خَوْفاً مِنَ الرِّيَاءِ.

ترجمہ: اگر مجھے قدرت ہوتی کہ میں ایسی جگہ نفل پڑھو جہاں میرے فرشتے بھی نہ دیکھ سکے تو میں ایسا ریا کے خوف سے کر لیتا۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب محمد بن اسلم گھر میں داخل ہوتے تو کمرے کا دروازہ بند کر دیتے، ہمیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کیا کرتے ہیں، انکا چھوٹا بچہ انکے رونے کی آواز سن کر روتا تھا، انکی ماں انکو منع کرتی، میں نے انکی ماں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

قَالَتْ: إِنَّ أَبَا الحَسَنِ يَدْخُلُ هَذَا البَيْتَ، فَيَقْرأُ، وَيَبْكِي، فَيَسْمَعُهُ الصَّبِيُّ، فَيَحْكِيهِ. ①

ترجمہ: وہ کہتی گھر کے کہ اندر ابوالحسن قرأت کر کے روتے ہیں تو انکی آواز سن کر یہ بچہ بھی روتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی اخلاص بھری عبادات

محمد بن اعین یہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سفروں میں اکثر ساتھ ہوتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم رومیوں پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھے، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ مجھے یہ دکھانے کے لیے سر نیچے کیا کہ گویا وہ سو رہے ہیں، تو میں نے بھی اپنے ہاتھ میں نیزہ لیا اور اسے پکڑ کر اپنا سر نیزے پر رکھا، گویا میں سو رہا ہوں۔ انہوں نے گمان

---

① سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن أسلم بن سالم بن يزيدالكندي، ج ۱۲ ص ۲۰۰، ۲۰۱، رقم الترجمة: ۷۰

کیا کہ میں سو گیا ہوں، چنانچہ وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے حتی کہ صبح ہوگئی، جب مجھے جگانے آیا اور اس نے یہ سوچا کہ میں سویا ہوا ہوں، اس نے کہا: اے **محمد**! میں نے کہا: میں تو نہیں سویا

فلما سمعها منی ما رأيته بعد ذلک يكلمنی ولا ينبسط إِلی فی شئ من غزاته كلها كأنه لم يعجبه ذاک منی ولم أر رجلا قط أسر بالخير منه. ①

ترجمہ: جب اس نے مجھ سے یہ سنا تو میں نے اسے اس کے بعد مجھ سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور وہ اپنی کسی فتوحات میں مجھ سے خوش نہیں تھا، گویا اسے میری طرف سے یہ بات پسند نہیں تھی۔ (کہ میں نے اپنے آپ کو سویا ہو ظاہر کیا حالانکہ میں جاگ کر اُن کے رات کے معمولات دیکھ رہا تھا، تو انہیں اخلاص کی وجہ سے یہ پسند نہیں تھا کہ میری عبادت پر کوئی مطلع ہو۔) میں نے اُن سے زیادہ خفیہ خیر کے کام کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ہدایہ کی مقبولیت کی ایک اہم وجہ اخلاص ہے

ہدایہ کی عظمت ومقبولیت کی ایک اہم وجہ یہ ہے جس کو علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

إِنه بقي في تصنيف كتاب الهداية ثلاث عشرة سنة، كان صائما فی تلک المدة لا يفطر أصلا، وكان يجتهد أن لا يطلع علیٰ صومه أحد، فاذا أتی خادمه بطعام يوم كان يقول له خل وراح، فإذا راح كان يطعمه أحد الطلبة أو غيرهم، فإذا أتی الخادم وجد الإناء فارغا يظن

---

① الجرح والتعديل لابن أبی حاتم: باب ما ذكر فی ابن المبارک أنه كان إمام أهل زمانه، ج ١ ص ٢٦٦، ٢٦٧

② مفتاح السعادة: من الكتب المعتبرة، ج ٢ ص ٢٣٨

أنه أكله بنفسه. ②

ترجمہ: صاحب ہدایہ تیرہ سال کی طویل مدت تک اس کی تالیف میں مشغول تھے اور برابر اس دوران میں روزہ رکھتے تھے، بالکل افطار نہیں کرتے تھے، اور اس بات کی بھرپور کوشش کرتے تھے کہ ان روزوں کی کسی کو اطلاع نہ ہو، جب خادم کھانا لے کر آتا تو رکھوا دیتے، پھر کسی طالب علم یا کسی اور کو کھلا دیتے، جب خادم آتا برتن خالی پاتا تو یہی سمجھتا کہ انھوں نے خود کھایا ہے۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہدایہ جیسی کتاب مذاہب اربعہ میں نہیں لکھی گئی، بلکہ ایک شیعہ فاضل کا مقولہ ہے کہ اسلامی لٹریچر میں بخاری شریف اور ہدایہ کے ہم پلہ کوئی کتاب نہیں۔ نیز فرماتے تھے صاحب ہدایہ کے مرتبہ کو کوئی بڑے سے بڑا فقیہ نہیں پہنچ سکتا، کیوں کہ ان کا علم سینہ کا علم تھا اور دوسروں کا علم کتابوں سے ماخوذ ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا، کیا آپ "فتح القدیر" جیسی کتاب تالیف فرما سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: جی ہاں، اور جب پوچھا گیا کہ ہدایہ کی طرح بھی تو آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں اگرچہ چند سطر ہی لکھنا پڑے۔

اخلاص کے ساتھ صدقہ کی وجہ سے جنت میں محل

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں جہاد میں نکلا، میرے پاس امیر جیش نے کچھ نفقہ روانہ کیا، میں نے اسے لینا پسند نہ کیا اور حاجت مندوں پر وہ چیز تقسیم کر دی، ایک دن میں نماز ظہر پڑھ کر متفکر بیٹھا تھا کہ میں نے وہ مال قبول کر کے لوگوں پر کیوں تقسیم کیا، قبول ہی نہ کرتا، ناگاہ میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں بہت سے محل آراستہ بنتے ہوئے دیکھا جن میں بہت سی نعمتیں بھی تھیں، میں نے سوال کیا کہ یہ کس کے محلات ہیں؟ جواب آیا کہ یہ ان لوگوں کے محل ہیں جن کا مال تم نے

لے کر غازیوں (جہاد کرنے والوں) پر تقسیم کیا ہے، میں نے کہا اس کے ساتھ میرا کچھ بھی حصہ نہیں؟ کہا تمہارا وہ محل ہے اور ایک بہت بڑے محل کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا مجھے ان سے زیادہ اور بہتر کیوں ملا، ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے ثواب کی امید پر مال نکالا تھا جس کے وہ ابھی امیدوار ہیں اور تم نے اسے ایسی حالت میں مال خرچ کیا تھا کہ تمہیں اُس کی ضرورت بھی تھی، نفس کا محاسبہ بھی تھا اور ندامت بھی تھی، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا ثواب تمہارے اخلاص اور ضرورت کی وجہ سے دُگنا کر دیا۔ ①

اخلاص سے محنت مزدوری کے سبب نئی زندگی مل گئی

ایک شخص کسی عمارت میں کام کرتا تھا، وہ جو بھی کام کرتا تھا اخلاص کے ساتھ کرتا تھا اور اس میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ سو کسی ہنر کا ہاتھ میں ہونا مفلسی سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

چنانچہ وہ ایک اونچی عمارت میں کام کرنے آیا جو کہ کئی منزلہ تھی، اس نے دیوار میں تختے رکھنے شروع کئے یہاں تک کہ اسے ان تختوں پر چڑھنے اور کھڑے ہو کر کام کرنے کا پورا یقین ہو گیا، جب وہ گیارہویں منزل پر پہنچا تو اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ اس اونچائی سے ایک لمحہ میں زمین پر آ کر گرا، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اس کو گھیر لیا، اس طرح کہ گرنے کے بعد وہ اپنے قدموں پر کھڑا کا کھڑا رہ گیا اور اس کو صرف معمولی سی خراش آئی۔ یہ بات لوگوں کے درمیان ''لبنان'' میں بہت مشہور ہو گئی۔ ②

خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ کا بے مثال اخلاص

اشعب بن جبیر رحمہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں شہر کی گلی سے گزر رہا تھا، ایک آدمی سے میری ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: کیا آپ کی اولاد ہے؟ میں نے اس کو بتایا:

---

① روض الریاحین: الحکایۃ السادسۃ والعشرون بعد الثلاثۃ مئۃ، ص: ۲۷۴

② الفرج بعد الشدۃ للتنوخی: الباب الثامن، ج۴ ص ۱۰۲

میرے اتنے بچے ہیں، وہ گویا ہوا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں تیری اور تیرے بال بچوں کی ضروریات کا بندوبست کرتا رہوں۔ میں نے پوچھا: تم کو کس نے حکم دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے۔ اس نے کہا: اس بارے میں تجھے نہیں بتا سکتا۔ میں نے عرض کیا: احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جانا ضروری ہے۔ اس نے کہا: جس نے مجھے تیری اور تیرے بال بچوں کی کفالت کی ذمہ داری دی ہے وہ تیرا شکریہ نہیں چاہتا۔ اشعب بن جبیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں اپنا اور اپنے بال بچوں کا وظیفہ اور ہدیہ وصول کرتا رہا۔ ایک عرصے کے بعد خالد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا، میں بھی لوگوں کے ساتھ تعزیت میں شریک ہوا۔ اس مجلس میں میری اس آدمی سے ملاقات ہوئی جس کے ذریعے سے مجھ تک یہ عطایا پہنچتے تھے، اس نے آنسو پوچھتے ہوئے مجھ سے کہا:

يَا اَشْعَبُ !هٰذَا هُوَ صَاحِبُکَ الَّذِیْ کَانَ یَجْرِیْ عَلَیْکَ مَا کُنْتُ أُعْطِیْکَ. ①

ترجمہ: اے اشعب، اللہ کی قسم! یہی وہ تمہارا محسن تھا تم پر خرچ کرتا تھا اور میں تجھ تک پہنچاتا تھا۔

محض حسنِ نیت پر پہاڑ برابر ثواب

ایک دفعہ بنی اسرائیل پر قحط آیا، تو بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد کا ایک ریت کے ٹیلے پر گذر ہوا، اس نے دل ہی دل میں تمنا کی کہ کاش کہ اس کے پاس اس ٹیلے کے بقدر آٹا ہوتا تو اس قحط کے زمانے میں بنی اسرائیل میں تقسیم کرتا، تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی:

قُلْ لِفُلَانٍ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَوْجَبَ لَکَ مِنَ الْأَجْرِ مَا لَوْ کَانَ دَقِیْقًا

---

① نوادر من التاریخ: ج ۱ ص ۱۴۹

فَتَصَدَّقْتَ بِہٖ. ①

ترجمہ: فلاں سے کہیں کہ بیشک اللہ نے آپ کو اتنے آٹے کے صدقے کے بقدر ثواب عطا فرمایا ہے۔

یعنی جب اس نے خوبصورت نیت کی تو اللہ پاک نے اس کے اخلاص کی وجہ سے صرف نیت پر اتنا اجروثواب عطا کردیا۔

محض اللہ کے لئے عبادت کرنے کا دنیوی انعام

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ دمشق میں رہتے تھے، خوبصورتی اور مالداری میں شہرہ آفاق تھے، جامع دمشق میں جس کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیر کروایا تھا، اس خیال سے معتکف تھے کہ مسجد مذکور کی تولیت ان کو مل جائے، چنانچہ ایک سال تک آپ عبادت کرتے رہے، جس کسی نے آپ کو دیکھا ہر وقت نماز ہی میں مصروف پایا، لیکن آپ اپنے آپ کو دل میں منافق کہتے تھے، ایک سال کے بعد ایک رات مسجد سے باہر نکلے تو آواز سنائی دی اے مالک! تو کیوں نہیں توبہ کرتا؟ اس آواز کو سنا تو حیران ہوکر مسجد میں واپس آگئے اور تولیت کے خیال کو دل سے نکال کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے اور ایک سال کی ریا کی عبادت پر نہایت شرمندہ تھے، صبح کو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مسجد کے لیے ایک متولی کی ضرورت ہے اور آپ سے بڑھ کر کوئی شخص ہم کو بہتر نظر نہیں آتا۔ حضرت مالک رحمہ اللہ نے دل ہی دل میں کہا: خداوند ایک سال کی سخت ریاضت کے باوجود مالک کو کسی نے پوچھا تک نہیں، اب کہ میں نے اپنے یقین کو درست کرلیا تو تو نے اتنے آدمیوں کو بھیج دیا کہ یہ کام میرے گلے میں باندھ دیں، خدا کی قسم! اب میں مسجد سے باہر نکلنا نہیں چاہتا، یہ کہہ کر ریاضت ومجاہدہ میں مصروف ہوگئے۔ ②

---

① تنبیہ الغافلین: باب الاحتکار، ج ۱ ص ۱۹۲، ۱۹۳

② تذکرۃ الاولیاء: ص ۴۸

دیکھیں اللہ رب العزت نے اخلاص میں کتنی طاقت رکھی ہے کہ ادھر نیت تبدیل کی ادھر اللہ رب العزت نے عزت کے ساتھ وہ عہدہ عطا فرما دیا، لیکن پھر اخلاص اور قربِ الٰہی کے پیش نظر عہدہ قبول نہیں کیا۔ اگر عمل ریا کاری کیساتھ کیا جائے بسا اوقات اللہ رب العزت دنیا میں عبرتناک سزا دیتے ہیں۔

دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے والے کا انجام

حضرت موسی علیہ السلام کے دور میں ایک شخص تھا جو موسی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور موسی علیہ السلام کی باتیں لوگوں کو بتاتا تھا، اب لوگوں کے درمیان جب وہ موسی علیہ السلام کی باتیں کہتا تو کہتا، موسی کلیم اللہ نے یہ فرمایا اور ان کی طرف نسبت کرکرکے باتیں کہتا اور صرف اس لئے کہتا تھا تاکہ مجھے دنیا حاصل ہوجائے، مال اور دولت مجھے مل جائے، ایک دفعہ موسی علیہ السلام نے اسے مجلس میں نہ پایا، ایک دو دن، تین دن گزر گئے، مجلس میں نہ پایا، موسیٰ علیہ السلام حیرت میں تھے یہ تو میرے بہت قریب ہوتا تھا، میری باتوں کو آگے پہنچانے والا تھا، اگلے دن کیا دیکھا کہ ایک شخص موسیٰ علیہ السلام کے پاس خنزیر کو لے کر آرہا تھا اور خنزیر کے گلے میں کالا کپڑا ڈالا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں رسی تھی، جس کے ذریعہ سے اس نے خنزیر کو باندھا تھا، موسیٰ علیہ السلام اس سے کہنے لگے جو شخص میرے درس میں آتا تھا کئی دن سے نہیں آیا، موسیٰ علیہ السلام کو تو نہیں پتہ تھا کہ وہ شخص کہاں گیا، تو اس نے کہا: یہی وہ شخص ہے جو آپ کے پاس آتا تھا، اللہ نے اسے خنزیر کی صورت میں مسخ کردیا ہے، میرے سامنے یہ مسخ ہوا ہے، موسیٰ علیہ السلام حیرت میں پڑ گئے، یہ تو دین کی باتیں آگے بتانے والا کس طرح مسخ ہوگیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی، اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ آخر کس گناہ کی وجہ سے یہ اس میں گرفتار ہوگیا اور اے اللہ! تو اس کو اصلی حالت میں لے آ تاکہ میں اس سے پوچھوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

موسیٰ اگر تمام انبیاء کے واسطے سے بھی تو دعا کرے تب بھی میں اس کو اِس کی اصلی حالت میں نہیں لاؤں گا، میں اس کو اسی حالت میں رکھوں گا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ! کس گناہ کے بدولت تو نے اس کو یہ سزا دی ہے، تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لِأَنَّهُ كَانَ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ.

یہ وہ شخص ہے جس نے مال اور دولت اور دنیا کی خاطر دین پڑھا تھا تاکہ مجھے دنیا حاصل ہو جائے، مال اور پیسہ حاصل ہو جائے۔ یہ آپ کی طرف غلط باتوں کی نسبت کرتا تھا کہ موسیٰ کلیم اللہ نے یہ فرمایا، حالانکہ آپ نے نہیں کہا ہوتا تھا۔ تو یہ دنیا طلب کرتا تھا دین کے ذریعہ دین کو آڑ بنا کر پیسہ لوگوں سے لیتا تھا، اس لئے ہم نے اس کو سزا یہ دی کہ ہماری مخلوق میں بدترین مخلوق خنزیر ہے، تو ہم نے اس کو خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا۔ ❶

تو ریا کار کا ہمیشہ برا انجام ہوتا ہے، اس لئے ہر عمل اخلاص کیساتھ کیا جائے، جو کام اخلاص کیساتھ کیا جائے اسمیں طاقت ہوتی ہے۔

اللہ کے لئے اور غیر اللہ کے گئے عمل میں طاقت کا موازنہ

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا، جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک جماعت اس کے پاس آئی اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے، جو ایک درخت کو پوجتی ہے۔ یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کیلئے چل دیا، راستے میں اسے شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا، عابد سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا فلاں درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا: تمہیں اس درخت سے کیا غرض، تم اپنی عبادت میں مشغول رہو، تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل اور بے کار کام کیلئے چھوڑ دیا، عابد نے کہا: لوگوں کو شرک سے بچانا یہ بڑی عبادت ہے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب السادس في آفات العلم، ج ۱ ص ۸۲

شیطان نے کہا: میں تمہیں نہیں کاٹنے دوں گا، پھر دونوں کا مقابلہ ہوا، وہ عابد اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے اپنے کو عاجز دیکھ کر خوشامد کی اور کہا کہ اچھا ایک بات سن لے۔ عابد نے اس کو چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا: خدا نے تجھ پر اس درخت کو کاٹنا فرض تو کیا نہیں، تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں تو اس کی پرستش و پوجا نہیں کرتا۔ خدا کے بہت سے نبی ہیں، اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعے اس کو کٹوا دیتا، عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر دونوں میں مقابلہ ہوا، وہ عابد پھر اس کے سینے پر چڑھ گیا، شیطان نے کہا اچھا سن، ایک فیصلہ کن بات جو میں تیرے نفع کی کہوں گا۔ عابد نے کہا: کہہ۔ شیطان نے کہا کہ تو غریب آدمی ہے، دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے تو اس کام سے باز آ۔ میں تجھے روزانہ تین دینار دیا کروں گا، جو روزانہ تیرے سرہانے کے نیچے رکھے ہوئے ملا کریں گے۔ تیری بھی ضرورتیں پوری ہو جایا کریں گی، اپنے اعزہ واقارب پر بھی احسان کر سکے گا۔ فقیروں کی بھی مدد کر سکے گا اور بہت سے ثواب کے کام حاصل کرے گا۔ درخت کاٹنے میں تو فقط ایک ہی ثواب ہوگا اور وہ بھی رائیگاں جائے گا، وہ لوگ پھر دوسرا درخت لگالیں گے۔ عابد کو سمجھ میں آ گیا، جب اللہ ناراض ہوتا ہے تو عقل صحیح کام نہیں کرتی۔ اس عابد نے قبول کرلیا اور گھر آ گیا۔ دو دن تک دینار تکیے کے نیچے سے ملے، تیسرے دن کچھ بھی نہ ملا۔ عابد کو پھر غصہ آیا اور اسی طرح کلہاڑا لے کر چلا، راستہ میں وہ بوڑھا اسے پھر ملا، تو پوچھا جناب کہاں جا رہے ہو؟ عابد نے کہا کہ اسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ بوڑھے نے کہا تو اس کو نہیں کاٹ سکتا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی اور وہ بوڑھا (یعنی شیطان) غالب آ گیا اور عابد کے سینے پر چڑھ گیا، عابد کو بڑا ہی تعجب ہوا۔ اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو اس مرتبہ غالب آ گیا؟ شیطان نے کہا:

لأنک غضبت أول مرة للّٰه و کانت نیتک الآخرۃ فسخرنی اللّٰه لک وهذه المرۃ غضبت لنفسک وللدنیا فصرعتک. ①

ترجمہ: پہلی مرتبہ تیرا غصہ خالص خدا کیلئے تھا، اس لئے خدا نے مجھے مغلوب کر دیا اور تجھے غالب۔ اس مرتبہ تیرے دل میں دیناروں کا دخل تھا، خدا کی رضا اور اخلاص نہ تھا، اس لئے تو مغلوب ہوا اور میں غالب۔

حسن نیت کا ثمرہ اور بدنیتی کی سزا

وہ دو بھائی تھے، ایک نہایت عبادت گزار اور دوسرا نہایت گناہ گار، دونوں ایک ہی گھر میں مقیم تھے۔ عبادت گزار اوپر والی منزل میں مقیم تھا اور وہیں اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا، نیچے کم ہی اترتا۔ دوسرا بھائی نیچے والی منزل میں مقیم تھا، اس کے پاس سامان عیش وعشرت تھا، وہ خوب رنگ رلیاں مناتا اور موج اڑاتا۔ اس طرح دونوں کی اپنی اپنی زندگی تھی۔ ایک مرتبہ اس عابد کے نفس نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ زندگی کا بیشتر حصہ اللہ تعالی کی اطاعت اور بندگی میں گزرا ہے، کیوں نہ خواہشات وشہوات سے بھی کچھ لطف اندوز ہولیا جائے اور پھر توبہ کی درخواست لے کر دربارِ خداوندی میں حاضر ہوجائیں گے، اللہ تعالی تو غفور رحیم ہے ہی، معافی کا پروانہ جاری کردے گا۔

چنانچہ عابد نے دل میں پلان بنایا کہ گھر کی نچلی منزل میں اپنے گناہ گار بھائی کے پاس جاتا ہوں، وہاں اس کے ساتھ لذات وخواہشات سے کچھ وقت من کو بہلاؤں گا، لطف اٹھاؤں گا اور پھر بعد میں عمر کے بقیہ حصے میں اللہ کے دربار میں توبہ کرلوں گا اور معمول کے مطابق اطاعت و بندگی کرتا رہوں گا۔ اس ارادے سے وہ سیڑھی کے ذریعے اترنے لگا۔

---

① إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، باب فضيلة الإخلاص، ج ۴ ص ۳۷۷

ادھر اس کے گناہ گار بھائی کے دل میں آیا کہ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی میں بسر کیا ہے، جبکہ میرا بھائی بڑا عبادت گزار ہے۔ وہ تو جنت کا مستحق ہے اور میں جہنم میں ڈالا جاؤں گا۔ اللہ کی قسم! میں ضرور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے گناہوں سے توبہ کروں گا۔ دوسری منزل پر اپنے عبادت گزار بھائی کی خدمت میں چلتا ہوں، اس کے ساتھ بقیہ عمر اللہ تعالی کی اطاعت و بندگی میں گزاروں گا، ممکن ہے اللہ تعالیٰ میری مغفرت و بخشش کا سامان کر دے۔

چنانچہ یہ گناہ گار اپنی خالص نیک نیتی سے اوپر والی منزل کی طرف چڑھا تا کہ کچھ نیکیاں کمائے اور ادھر اوپر سے عابد صاحب دل میں بد نیتی لیے نیچے اترے تا کہ اپنے دل کو لذات و خواہشات سے بہلا لیں۔ اتفاق کی بات کہ اس عابد کا پاؤں سیڑھیوں سے پھسل گیا اور نچلے بھائی کے اوپر دھڑام سے گرا جو اس سے ملنے کے لیے آ رہا تھا، دونوں وہیں ڈھیر ہو گئے۔ ①

پھر عابد کو معصیت کی نیت کے مطابق اٹھایا گیا اور گنہگار کو توبہ کی نیت کے مطابق اٹھایا گیا۔
صحیح مسلم میں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَامَاتَ عَلَيْهِ. ②

ترجمہ: ہر آدمی اس نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت ہوئی۔

ایک طالب علم کی اخلاص کی وجہ سے پورا مدرسہ بچ گیا

نظام الملک نے جب مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی تو کثیر تعداد میں طلباء نے داخلہ لیا۔ چند سال تو بہت علمی ماحول رہا، مگر آہستہ آہستہ طلباء کے دینی ذوق وشوق میں کمی آتی گئی۔ کسی نے نظام الملک سے شکایت کی کہ آپ طلباء کی سہولت کے لئے اتنی کثیر رقم خرچ

---

① سنہرے اوراق: ص: ۲۷۴، ۲۷۵

② صحیح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، بَابُ الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ، رقم الحديث: ۲۸۷۸

کر رہے ہیں، مگر خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔ نظام الملک نے صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے ایک دن بھیس بدلا اور عشاء کے بعد مدرسہ پہنچ گیا۔ دیکھا کہ طلبہ تکرار کے لئے دو دو اور تین تین کی ٹولیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نظام الملک ان میں ایک طالب علم کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد پوچھا: آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ طالب علم نے کہا۔ ہم علم حاصل کرنے آئے ہیں۔ پوچھا کس لئے علم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ طالب علم نے کہا: میرے والد بڑے مفتی ہیں، علم حاصل کرنے کے بعد ان کی جگہ سنبھالوں گا۔ نظام الملک نے دوسرے طالب علم سے پوچھا: آپ کیوں علم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا: میرے والد فلاں مسجد کے خطیب ہیں، میں علم حاصل کرنے کے بعد خطابت کا منصب سنبھالوں گا۔ نظام الملک مختلف طلباء کے پاس جا جا کر یہی سوال پر پوچھتا رہا۔ ہر طالب علم کا یہی جواب تھا کہ علم حاصل کرنے سے انہیں فلاں عہدہ ملے گا۔ عزت ملے گی اور لوگوں میں عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

نظام الملک یہ سب سن کر بہت افسردہ ہوا کہ افسوس یہ طالب علم نہیں بلکہ طالب دنیا ہیں، ان کے لئے اتنی کثیر مقدار میں مال ودولت خرچ کرنے کا کیا فائدہ! بہتر ہے کہ مدرسے کو بند کر دیا جائے اور یہی مال کسی دوسرے کار خیر میں صرف کر دیا جائے۔ انہی خیالات کا تانا بانا بناتے ہوئے نظام الملک مدرسہ کے دروازے پر واپس پہنچا، تو دیکھا کہ ایک طالب علم چراغ جلائے الگ تھلگ اپنی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مشغول ہے۔ نظام الملک نے سوچا چلو اس سے بھی یہی پوچھتے ہیں، چنانچہ اس نے طالب علم کے پاس جا کر سلام کیا، طالب علم نے زبان سے سلام کا جواب دیا، مگر آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ یہ سلام کرنے والا کون ہے؟ نظام الملک بڑا حیران ہوا، پوچھا: میاں کیا بات ہے ہماری طرف توجہ ہی نہیں کرتے، کوئی بات تو کرو، طالب علم نے مختصر سا

جواب دیا کہ جناب میں یہاں آپ سے باتیں کرنے نہیں آیا، نظام الملک نے پوچھا: آخر یہاں آپ کس مقصد کے لئے ہو؟ طالب علم نے کہا: میں اللہ تعالی کو راضی کرنا چاہتا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کیسے کروں؟ علم ان کتابوں میں موجود ہے۔ میں علم حاصل کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اب آپ کی مہربانی آپ خوامخواہ سوالات پوچھ کر میرا وقت ضائع نہ کریں۔ نظام الملک یہ جواب سنا کر اتنا خوش ہوا کہ اس نے ارادہ کرلیا کہ جب تک اس جیسا ایک بھی طالب علم موجود ہے میں مدرسے کے اخراجات میں کمی نہیں کروں گا۔ یہی لڑکا بڑا ہو کر حجۃ الاسلام اور مجدد ملت امام غزالی رحمہ اللہ بنا۔ ❶

تو اسلاف میں کتنا اخلاص تھا، اس لئے ہر عمل اخلاص کیساتھ کرنا چاہیے، اللہ رب العزت نے اخلاص کی بدولت کتنا نوازا، اور دین کا بہت بڑا کام لیا۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا اخلاص

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ دہلی کی جامع مسجد میں ڈیڑھ دو گھنٹے کا وعظ فرمایا۔ وعظ سے فارغ ہونے کے بعد آپ جامع مسجد کی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے، اتنے میں ایک شخص بھاگتا ہوا مسجد کے اندر آیا، اور آپ ہی سے پوچھا کہ کیا مولوی اسماعیل صاحب کا وعظ ختم ہوگیا؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں بھائی، ختم ہوگیا۔ اس نے کہا کہ مجھے بہت افسوس ہوا، اس لیے کہ میں تو بہت دور سے وعظ سننے کے لیے آیا تھا، آپ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ میں فلاں گاؤں سے آیا تھا اور اس خیال سے آیا تھا کہ میں ان کا وعظ سنوں گا، افسوس کہ ان کا وعظ ختم ہوگیا اور میرا آنا بیکار ہوگیا، حضرت مولانا نے فرمایا کہ تم پریشان مت ہو۔ میرا ہی نام اسماعیل ہے۔ آؤ یہاں بیٹھ جاؤ، چنانچہ اس کو وہیں

---

❶ مجالس حکیم الاسلام: نظام الملک کا واقعہ، ص ۷۲، ۷۵/ باادب بانصیب، ص: ۱۱۴ تا ۱۱۶

سیڑھیوں پر ہی بٹھا دیا، فرمایا کہ میں نے ہی وعظ کہا تھا۔ میں تمہیں دوبارہ سنا دیتا ہوں، جو کچھ میں نے وعظ میں کہا تھا، چنانچہ سیڑھیوں پر بیٹھ کر سارا وعظ دوبارہ دہرایا دیا۔ بعد میں کسی شخص نے کہا کہ حضرت! آپ نے کمال کر دیا کہ صرف ایک آدمی کی خاطر پورا وعظ دوبارہ دہرا دیا؟ جواب میں حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں نے پہلے بھی ایک ہی کے خاطر وعظ کہا تھا اور دوبارہ بھی ایک ہی کی خاطر کہا۔ یہ مجمع کوئی حقیقت نہیں رکھتا، جس ایک اللہ کے خاطر پہلی بار کہا تھا۔ دوسری مرتبہ بھی اسی ایک اللہ کے خاطر کہہ دیا۔ یہ تھے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ، ایسا جذبہ اللہ تعالی نے ان کے دل میں پیدا فرما دیا تھا۔ اللہ تعالی اپنی رحمت اس اخلاص اور اس جذبہ اور اس بے چینی اور بیتابی کا کوئی حصہ ہمارے دلوں میں بھی پیدا فرما دے کہ ان منکرات کو دیکھ کر یہ بے چینی اور بیتابی پیدا ہو جائے کہ ان منکرات کو کس طرح ختم کیا جائے، اور کس طرح مٹایا جائے۔ ①

دار العلوم دیوبند کے مہتمم اول کی اخلاص وللہیت

حضرت رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ تعالی اُمّی تھے، لکھنے پڑھنے کا کوئی کام خود نہیں کر سکتے تھے، دستخط کرنا نہیں جانتے تھے، جو چیز لکھنے کی ہوتی کسی آدمی کو بلا کر لکھواتے اور اس کے بعد اپنے نام کی مہر لگاتے، مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالی نے جب ان کو مہتمم مقرر کیا، تو انہوں نے کہا کہ میں تو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا، میں اہتمام کا کام کیسے انجام دوں گا؟ اس کے لئے پڑھا لکھا چاہیے، تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ضرورت اس کی نہیں کہ پڑھا لکھا ہو، ضرورت اس کی ہے کہ دل پاک ہو، یہاں ایسے آدمی کی ضرورت ہے جس کا دل پاک ہو اور رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ تعالی پاک دل آدمی تھے۔

---

① اصلاحی خطبات: ج ۹ ص ۲۲۶، ۲۲۷

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے اضافی تنخواہ لینے سے انکار کر دیا

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ جو دار العلوم دیو بند کے پہلے طالب علم ہیں، جن کے ذریعہ دار العلوم دیو بند کا آغاز ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وتقویٰ معرفت میں بہت اونچا مقام عطا کیا تھا۔

جس زمانے میں آپ دار العلوم دیو بند میں شیخ الحدیث تھے، اس وقت آپ کی تنخواہ ماہانہ دس روپے تھی، پھر جب آپ کی عمر زیادہ ہوگئی اور تجربہ بھی زیادہ ہوگیا، تو اس وقت دار العلوم دیو بند کی مجلس شوری نے یہ طے کیا کہ حضرت والا کی تنخواہ بہت کم ہے۔ جبکہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ ضروریات بھی زیادہ ہیں، مشاغل بھی زیادہ ہیں، اس لئے تنخواہ بڑھانی چاہیے۔ چنانچہ مجلس شوری نے یہ طے کیا کہ اب آپ کی تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے ماہانہ کر دی جائے، جب تنخواہ تقسیم ہوئی تو حضرت والا نے یہ دیکھا کہ اب دس کے بجائے پندرہ روپے ملے ہیں۔ حضرت والا نے پوچھا کہ یہ پندرہ روپے مجھے کیوں دیئے گئے؟ لوگوں نے بتایا کہ مجلس شوری نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے کر دی جائے۔

آپ نے وہ تنخواہ لینے سے انکار کر دیا اور دار العلوم دیو بند کے مہتمم صاحب کے نام ایک درخواست لکھی کہ حضرت! آپ نے میری تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے کر دی ہے، حالانکہ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں، پہلے تو میں نشاط کے ساتھ تین گھنٹے سبق پڑھا لیتا تھا اور اب تو میں کم پڑھاتا ہوں، وقت کم دیتا ہوں۔ لہذا میری تنخواہ میں اضافے کا کوئی جواز نہیں، لہذا جو اضافہ آپ حضرات نے کیا ہے واپس لیا جائے اور میری تنخواہ اسی طرح دس روپے کر دی جائے۔ لوگوں نے آکر حضرت والا سے منت سماجت شروع کر دی کہ حضرت! آپ تو اپنے تقویٰ اور ورع کی وجہ سے اضافہ واپس

کر رہے ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے لئے یہ مشکل ہو جائے گی کہ آپ کی وجہ سے ان کی ترقیاں رک جائیں گی، لہذا آپ اس کو منظور کر لیں۔ مگر انہوں نے اپنے لئے اس کو گوارا نہ کیا، کیوں؟ اس لئے کہ ہر وقت یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ یہ دنیا تو چند روز کی ہے، خدا جانے آج ختم ہو جائے یا کل ختم ہو جائے۔ لیکن یہ پیسہ جو میرے پاس آ رہا ہے، کہیں یہ پیسہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر وہاں شرمندگی کا سبب نہ بن جائے۔

دارالعلوم دیوبند عام یونیورسٹی کی طرح نہیں تھا کہ استاذ نے سبق پڑھا دیا اور طالب علم نے سبق پڑھ لیا، بلکہ وہ ان اداؤں سے دارالعلوم دیوبند بنا ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی فکر سے بنا ہے، اس ورع اور تقوی سے بنا ہے۔ لہذا یہ اوقات جو ہم نے بیچ دیئے ہیں، یہ امانت ہیں، اس میں خیانت نہ ہونی چاہیے۔ ①

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کا کمال اخلاص

جس زمانہ میں مصر میں "بذل المجہود" کی طباعت ہو رہی تھی اور اس کی تصحیح وغیرہ کے سلسلہ میں ہزاروں روپے خرچ کر کے انتظامات کئے جا رہے تھے، تو حضرت مولانا سلیم صاحب رحمہ اللہ سابق مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ سے عرض کیا کہ آپ اتنا روپیہ خرچ کر کے اتنے اہتمام سے کتاب طبع کرا رہے ہیں اور اس کی رجسٹری کروائی نہیں، اگر کوئی اس کا فوٹو لے کر چھاپ لے گا تو وہ کتاب کو چوتھائی قیمت پر بیچ سکے گا اور آپ کی کتاب رہ جائے گی، حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا کرے تو اس کو فوٹو کروانے کی اجرت تو میں خود پیش کر دوں گا اور بعد میں یہ کتاب میری بھی بک جائے گی۔ ②

---

① اصلاحی خطبات: ج ۳، ص ۱۸۵، ۱۸۶

② اکابر کا تقوی: ص ۱۰۳

حضرت مولانا فخر الدین رحمہ اللہ کا کمالِ اخلاص

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکھروی رحمہ اللہ سناتے تھے کہ مولانا فخر الدین شاہ صاحب گھوٹکی کے علاقہ کے زمیندار تھے اور سید ہونے کی وجہ سے عوام میں مشہور تھے، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور حضرت کے ہاں آمد ورفت ہوئی، حضرت نے ان کی اصلاح کی طرف توجہ دی، جب سلوک کی منزلیں طے کرلیں اور اجازت اور خلافت کا وقت قریب آیا تو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ حضرت فخر الدین شاہ صاحب کو آخری گھائی سے بہت سہولت سے پار لے گئے، وہ اس طرح کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں کو مرید کرتے ہیں حالانکہ آپ کی ابھی اصلاح نہیں ہوئی ہے، جواب دیا کہ میں تو کسی کو بیعت نہیں کرتا اور نہ ان کو مرید سمجھتا ہوں، لیکن خاندان کے اکابر سے نسبت کی وجہ سے لوگ مجھ کو اپنا پیر سمجھتے ہیں اور عقیدت رکھتے ہیں، حضرت نے فرمایا تم ان سب کو لکھ دو کہ میری اصلاح نہیں ہوئی، میں پیر بننے کے قابل نہیں، لہذا تم اپنا تعلق کسی اور سے قائم کرلو، حضرت نے پوچھا کیا ایسا کروگے؟ عرض کیا کہ ضرور کروں گا، چنانچہ کافی تعداد میں کارڈ منگوائے اور کارڈ پر حضرت کا فرمایا ہوا مضمون لکھنا شروع کردیا، کوئی آٹھ دس کارڈ لکھے ہوں گے کہ حضرت نے ایک خادم کو بھیجا کہ جاکر دیکھ آؤ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے دیکھ کر بتایا کہ خطوط لکھ رہے ہیں، حضرت نے بلایا اور سب خطوط لے لئے اور کارڈوں کی قیمت دیدی اور فرمایا: امتحان لینا تھا، تذلیل مقصود نہ تھی، یہ ایک اہم امتحان تھا جس سے حب جاہ کی جڑ کٹ گئی، پھر حضرت فخر الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ حضرت کے خلیفہ مجاز ہوئے۔ ①

---

① ہمارے اسلاف: ۱۲۴، ۱۲۵

حضرت مدنی اور مولانا الیاس رحمہ اللہ کے اخلاص وللّٰہیت کی ایک مثال

ایک مرتبہ کھتولی ضلع مظفر نگر میں تبلیغی جلسہ تھا۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی ہمرکابی میں وہاں پہنچے۔ اسٹیشن پر معلوم ہوا کہ داعی حضرات ہاتھی وغیرہ لے کر آئے ہیں، جلوس کی شکل میں لے جانا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ کہہ کر یہ تبلیغی اصول کے خلاف ہے، جلوس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ایک معمولی سواری پر بیٹھ کر قیام گاہ پر پہنچے۔

نظام کے مطابق جلسہ شروع ہوا تو یہ معلوم ہوا کہ کانگریس کا بھی جلسہ ہو رہا ہے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ جلسہ اس کی مخالفت میں کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے فوراً اپنی تقریر بند کر دی اور فرمایا کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سب لوگ چل کر ان کی تقریر سنیں جہاں کانگریس کا جلسہ ہو رہا تھا۔

جب اس جگہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ جب حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اس کا علم ہوا کہ تبلیغی جلسہ ہو رہا ہے اور مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ تقریر فرما رہے ہیں تو اپنی تقریر ختم کر دی اور لوگوں کو تبلیغی جلسہ میں شرکت کی ہدایت فرما کر دیوبند روانہ ہو گئے۔

جلسہ نہ یہاں ہوا، نہ وہاں۔ دونوں بزرگ چل بسے مگر آنے والی نسلوں کے لیے اپنے خلوص اور للّٰہیت کی ایک مثال قائم کر گئے۔ ①

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اخلاص

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ بریلی تشریف لے گئے، وہاں ایک انگریز نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے ملاقات کی اور اوّل سوال اس نے یہ کیا کہ میں نے سنا ہے آپ نے کوئی تفسیر لکھی ہے؟

---

① مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۰۴

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں لکھی ہے۔ اُس نے دریافت کیا۔ آپ کو اس میں کتنا روپیہ ملا؟

حضرت حکیم الامت نے جواب دیا: ایک بھی نہیں۔

وہ سُن کر بہت حیران ہوا اور دریافت کیا کہ پھر آپ نے اتنی محنت کیوں کی؟

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آخرت کے ثواب کے لئے۔

وہ انگریز کہنے لگا کیا ابھی مسلمانوں میں ایسے خیال کے لوگ موجود ہیں؟

حضرت حکیم الامت نے جواب دیا: بہت کثرت سے۔ ❶

حضرت مولانا ادریس کاندہلوی رحمہ اللہ کا زہد واخلاص

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کی خاطر لاہور تشریف لائے اور حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کی نگاہِ انتخاب نے اُن کو چن لیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ سے فرمایا: سوکھی روٹی کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ نے بلاتامل جواب دیا کہ حضرت! خدمت دین کی خاطر مجھے منظور ہے۔ ❷

اخلاص کی برکت

حضرت مولانا سید تاج محمود صاحب امروٹی رحمہ اللہ کے ایک خادم اوریس صاحب تھے، ایک دفعہ انھوں نے سالن پکایا اور دل میں یہ سوچا کہ حضرت اسکی تعریف ضرور فرمائیں گے، جب سالن سامنے آیا تو حضرت امروٹی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آج سالن بڑا خراب ہے۔

---

❶ تسہیل المواعظ: ص ۴

❷ خدام الدین: جلد ۲۰، شمارہ ۱۲، ص ۱۰

دوسرے دن اس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے سالن پکایا اگرچہ سالن جل گیا تھا لیکن حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آج سالن بڑا اچھا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سالن پکایا تو بگڑ جانے پر بھی وہ ٹھیک ہوجاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہوتو ٹھیک ہونے پر بھی بڑا خراب ہے سننے کو ملتا ہے۔ ❶

مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کا زہد واخلاص

جناب ظفر اللہ بیگ صاحب لیکچرار جامعہ اسلامیہ اسلام آباد نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے ان کے گاؤں پیرو (ضلع جھنگ) میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے تشریف لانا تھا، انکے والد مولانا احمد یار صاحب (فاضل دیوبند) نے ملازم کو گھوڑی دے کر بھیجا کہ آپ کو ریلوے اسٹیشن سے لے کر آئے۔ ملازم نے ریل گاڑی کی ایک ایک سواری کو بغور دیکھا اس کا اندازہ تھا کہ مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت رواجی قسم کے امیر ہوں گے۔ عالمانہ قیمتی لباس، محبوبانہ وضع قطع، خطیبانہ چال ڈھال، بھاری بھرکم شخصیت جن کے ساتھ ایک ملازم نما طالب علم ہوگا، جوان کا بریف کیس اٹھائے آتا ہوگا، خوبصورت رنگدار قیمتی عینک انہوں نے لگا رکھی ہوگی، ان کے جسم سے تازہ تازہ چھڑکے ہوئے پاؤڈار کی خوشبو آرہی ہوگی، جو انہوں نے گاڑی سے اترنے سے ذرا پہلے گاڑی کے حمام میں جاکر چھڑکا ہوگا اور وہ دور ہی سے گھوڑی والے ملازم پر برسنا شروع کردیں گے کہ انہیں اس تک پہنچنے میں زحمت اٹھانا پڑی، وہ خود انہیں لینے اندر اسٹیشن تک کیوں نہیں آیا، سواری والے ملازم کو جب کوئی ایسی مافوق البشر شخصیت نظر نہ آئی تو وہ پریشان کھڑا رہا۔ مولانا نے علامات سے پہچان لیا کہ وہ لینے تو انہیں ہی آیا ہے، مگر اس

---

❶ خدام الدین: اپریل ۱۹۶۰ء، ص ۷

سے یہ کہا جائے کہ آپ ہی مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ ہیں تو وہ مانے گا نہیں اگر چہ آپ اس پر سچی قسم بھی کھائیں، کیونکہ کئی روز کے مسلسل تبلیغی سفر کی بدولت آپ کے پاس ایک ہی کپڑوں کا جوڑا تھا جو میلا ہو چکا تھا بلکہ کرتہ تو پھٹ کر بوسیدہ ہو چکا تھا۔ آپ اس کے قریب گئے سلام کیا اور فرمایا: بھائی تم کہاں سے آئے ہو؟ کسے لینے آئے ہو؟ اس نے کہا: مولانا محمد علی جالندھری کو لینے آیا ہوں، انہوں نے ہمارے گاؤں پیرو میں تقریر کرنی ہے، آپ نے کہا: دیکھو مولانا تو آئے نہیں، تم مجھے لے چلو تمہیں ثواب ملے گا، میں نے بھی تقریر سننے تمہارے گاؤں جانا ہے۔

وہ کبھی آپ کے من موہنے چہرہ کو دیکھتا کبھی آپ کی فقیرانہ وضع قطع کو، آخر کار وہ آمادہ ہو گیا، مگر خود زین والے حصہ پر اور آپ کو پیچھے گھوڑی کی ننگی پیٹھ پر بٹھالیا، جب گاؤں پہنچے تو واقعین حال اسے مارنے تک آئے "ظالم تم نے مولانا کو پیچھے یوں بٹھایا ہوا ہے؟ اب تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، مگر اسے اعتبار نہیں آتا تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا "مجھے تو آپ نے مولانا محمد جالندھری کو لانے بھیجا تھا، بھلا مولانا ایسے ہیں؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: بھائی اسکا قصور نہیں، قصور تو میرا ہے، میں نے اسے اپنا نام ہی نہیں بتایا تھا، یہ تو اسکا احسان ہے جو مجھے اجنبی سمجھ کر بھی اپنے ساتھ لایا۔ ①

حضرت سید احمد کے کمال اخلاص پر شاہ اسماعیل شہید کا بیعت کرنا

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ سے اپنی تاریخ اعتقاد بیان کی ہے کہ میں اس وجہ سے معتقد ہوا ہوں کہ ایک روز بارش ہو رہی تھی، میں نماز کے لئے مسجد میں آیا، دیکھا تو جماعت تیار ہے اور ایک جگہ سے مسجد ٹپک رہی ہے اور وہاں کیچڑ ہو رہی ہے، اس جگہ پر کوئی کھڑا نہیں ہوتا، اس وجہ سے جماعت میں فصل ہو رہا ہے۔

---

① ہمارے اسلاف: ۱۸۹ تا ۱۹۱

سید صاحب صف میں سے نکل کر اس جگہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑے ہو گئے، اس حالت کو دیکھتے ہی مجھے سید صاحب کے ساتھ اعتقاد پیدا ہو گیا اور یہ خیال ہوا کہ یہ بدوں اخلاص کامل کے نہیں ہو سکتا، اس پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں یہ معمولی بات نہیں، ہاں اب سن کر اگر کوئی ایسا کرے تو وہ دوسری بات ہے، مگر وہ حال اور یکسوئی جو مخلصین میں ہوتی ہے کہاں سے آوے گی؟ ①

فہم قرآن کے لئے طویل پیدل سفر کرنے والے شخص کا اخلاص

حضرت ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ لکھتے ہیں غالباً دسمبر 1918ء کا واقعہ ہے کہ میں رانچی میں نظر بند تھا۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو مجھے محسوس ہوا کوئی شخص پیچھے آ رہا ہے۔ مڑ کر دیکھا تو ایک شخص کمبل اوڑھے کھڑا تھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ کہا: ہاں جناب! میں بہت دور سے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا کہاں سے؟ کہا: سرحد پار سے۔ یہاں کب پہنچے؟ آج شام کو پہنچا۔ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ قندھار سے پیدل چل کر کوئٹہ پہنچا، وہاں چند ہم وطن سوداگر مل گئے تھے۔ انہوں نے مجھے نوکر رکھ لیا اور مجھے آگرہ پہنچا دیا۔ آگرہ سے یہاں تک پیدل چل کر آیا ہوں۔ بولے! افسوس تم نے اتنی مصیبت کیوں برداشت کی؟ کہنے لگا: اس لئے کہ آپ سے قرآن مجید کے بعض مقامات سمجھ لوں۔ میں نے الہلال اور البلاغ کا ایک ایک حرف پڑھا ہے۔ یہ شخص چند دنوں تک ٹھرا اور پھر یکا یک واپس چلا گیا۔ وہ چلتے وقت اس لئے نہیں ملا کہ اسے اندیشہ تھا کہ میں اسے واپسی کے مصارف کے لئے روپے دوں گا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا بار مجھ پر ڈالے۔ اس نے یقیناً واپسی میں بھی مسافت کا بڑا حصہ پیدل طے کیا ہوگا۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں۔

---

① ہمارے اسلاف: ص ۱۹۸، ۱۹۹

مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا نہیں، لیکن اگر میرے حافظے نے کوتاہی نہ کی ہوئی تو میں یہ کتاب (تفسیر ترجمان القرآن) اس کے نام منسوب کرتا۔ (۱۲، ستمبر ۱۹۳۱ء)

اخلاص وللّٰہیت کی ایک بے نظیر مثال

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے والد مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ بستی نظام الدین میں رہتے تھے۔ ایک روز نماز کا وقت آ گیا اور کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا جس کے ساتھ آپ جماعت کرتے، اس لئے کسی نمازی کی تلاش میں مسجد سے باہر نکلے، کچھ لوگ میواتی میوات سے آ رہے تھے اور تلاش روزگار کی خاطر دہلی جا رہے تھے، آپ ان کو مسجد میں لے آئے لیکن وہ مسلمان ہونے کے باوجود دین ومذہب سے بالکل بے خبر ونا آشنا تھے، وہ چونکہ مزدوری کیلئے جا رہے تھے، اس لئے جو مزدوری ان کو دہلی میں ملتی، اس پر آپ نے ان کے اپنے پاس ٹھہرالیا۔ پھر انکو دین سکھاتے اور قرآن مجید کی تعلیم دیتے اور شام کو ان کی مزدوری کے پیسے اپنے پاس سے ادا کرتے تھے۔ ❶

حضرت امام العصر رحمہ کا اخلاص وللّٰہیت

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی ثم مہاجر مدنی رحمہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے علامہ حضرت محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ علیہ صدر مدرس (دارالعلوم دیوبند) کو تنخواہ لیتے وقت روتے دیکھا ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم میں اخلاص ہوتا تو (دارالعلوم دیوبند میں) بلا تنخواہ پڑھاتے۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی طرف سے حضرت شاہ صاحب کو دو سو روپے ماہوار تنخواہ دینے پر اصرار تھا اور ادھر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں ڈیڑھ سو ہی لوں گا، زیادہ تنخواہ نہیں لیتا، بالآخر فیصلہ پونے دو سو پر ہوا۔ ❷

---

❶ ہمارے اسلاف: ۳۰۸، ۳۰۹

❷ ہمارے اسلاف: ۳۱۳

حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کا اخلاص وتقوی

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ اپنے وعظ میں فرماتے ہیں:

ہم نظام الدین پہنچے تو ایک نوجوان صاحب ملے، انہوں نے ہماری خیریت معلوم کرنے کے بعد بتایا کہ معالجین نے حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ پر ملاقات کرنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اس پر میرے حضرت والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرا مقصد تو عیادت تھا سو وہ حاصل ہو گیا، اس لئے آپ ابھی مولانا کو اطلاع نہ دیں بلکہ جب موقع ملے تو میرا سلام عرض کر کے بتادیں کہ عیادت کیلئے آیا تھا پھر ہم رخصت ہو گئے۔ ان نوجوان صاحب کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ کے صاحبزادہ محترم مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تھے، ابھی ہم دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ دوڑتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ والد صاحب (مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ) آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ کی زیارت کی اور اتنا ہی یاد ہے کہ چارپائی پر عمامہ باندھنے لیٹے ہوئے تھے۔

جب حضرت والد صاحب وہاں پہنچے تو انہوں نے والد صاحب کو چارپائی پر ہی بٹھالیا، والد صاحب رحمہ اللہ نے تامل بھی کیا، مگر ان کے اصرار پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ فرمایا اور بچوں کی طرح بے تحاشا بلک بلک کر رونے لگے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت والد صاحب ان کو تسلی دے رہے ہیں لیکن ان کو تشفی نہیں ہو رہی، پھر حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے کچھ اور فرمایا تو ان کی تسلی ہو گئی۔ اس وقت تو میں نہیں سمجھا کہ کیا فرمایا؟ بعد میں حضرت والد صاحب نے ساری بات سنائی اور حضرت

والد صاحب اور مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی یہ آخری ملاقات تھی۔ مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ سے اللہ تعالی نے ایسا کام لیا اور اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ کوئی دینی تنظیم بلکہ شاید تمام مذاہب میں کوئی تنظیم اتنی پر اثر اور اتنے وسیع پیمانے پر نہیں پھیلی ، جتنا کام ان کا پھیلا ، یہ ان کے دل کی آہ اخلاص اور فکر تھی۔

پھر حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولانا سے ملاقات کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت ! میں نے منع کیا تھا کہ ابھی آپ کو اطلاع نہ دی جائے ، تو حضرت نے فرمایا کہ آپ کی تو اس وقت سخت ضرورت تھی کیونکہ میں اس وقت ایک بڑی پریشانی میں مبتلا ہوں ، پھر اس طرح بلک بلک کر روئے کہ ان سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا ، بڑی مشکل سے اتنا فرمایا کہ میں نے جو یہ تبلیغ کا کام شروع کیا تھا ، مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی تیزی سے اس قدر پھیل جائے گا ، مجھے تو یہ ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں یہ استدراج ڈھیل نہ ہو ، تو حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت ! یقین کیجئے کہ یہ استدراج نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت ہے اور اس پر میں قسم کھا سکتا ہوں اور اس کی دلیل میرے پاس ہے ، وہ یہ کہ اللہ تعالی جس کے ساتھ استدراج کرتے ہیں اس کو کبھی وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا کہ میرے ساتھ استدراج ہو رہا ہے ، آپ کو یہ فکر ہے کہ کہیں یہ استدراج تو نہیں ، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ استدراج نہیں ہے ، ان شاء اللہ بلکہ یہ مقبولیت ہے۔

ان بزرگوں کی بھی عجیب شان تھی کہ ہر وقت محاسبہ نفس اور اپنی کوتاہیوں کی طرف نظر رکھتے تھے اور ہمارا یہ حال ہے کہ تھوڑا سا کام کرنے پر اس کو اپنے کمال پر محمول کرتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ جو علماء دیوبند کا ڈنکا بجا اور انکا نور پورے عالم میں پھیلا ، یہ صرف ان کی علمی تحقیق کا نتیجہ نہ تھا کیونکہ عالم اسلام

میں اور بھی بڑے محقق علماء ہوئے ہیں لیکن ان علمائے دیوبند میں تمام کمالات کا ذریعہ اخلاص بنا ہے۔ ❶

بہرحال جو بھی نیک عمل کریں خالص اللہ کی رضا کی نیت ہو، اپنے نیتوں کو درست کرلیں، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اگر نیت خالص نہ ہوگی تو عمل کا ثواب بھی نہیں ملے گا، اللہ تعالی اپنی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

❶ ہمارے اسلاف: ١٧٨ تا ١٨٠

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات

معارف ام القرآن
قواعد التفسیر
رسول اللہ ﷺ کے پانچ سنہری ارشادات
قواعد الفقہ
فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام
سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات
علمائے سلف کا شوق علم
خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات
کتب سیر کا تعارف
سلام و مصافحہ کے فضائل و مسائل
پڑوسیوں کے حقوق
اصول ہدایہ
اسلام کا نظام امن
اسلام کا نظام عفت و عصمت
اسلام کا نظام مساجد
اسلام کا نظام تربیت
کتب فقہ، اصول فقہ اور اردو فتاویٰ کا تعارف
خلیفہ اول کی باتیں
قبولیت دعا
حفظ حدیث
درس ختم بخاری
مقدمہ صحیح بخاری
کتب حدیث کا تعارف
اصول ہدایہ
کامیاب استاذ کے ۱۰۰ اعمال و اوصاف
خلیفہ دوم کی باتیں
قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت
اصول ہدایہ
خلیفہ سوم کی باتیں
مختصر اعمال اُن کے فضائل
پسندیدہ اور ناپسندیدہ افراد
خلیفہ چہارم کی باتیں
تہجد
اصلاحی خطبات و رسائل
ادارۃ المعارف کراچی

Designed by Sheikh Aehab: +923482063442

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس و محاضرات اور تحریری بیاناتِ جمعہ کیلئے ان واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کریں

03112645500
03191982676